ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ٦ جمعۃ المبارک ٩ر جولائی ١٩٩٩ء شمارہ ٢٨

٢٤ر ربیع الاول ١٤٢٠ھ ہجری ☆ ٩ر وفا ١٣٧٨ھ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمرات ، انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہوگئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں

"جو جاہل مسلمان کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلا ہے وہ نبیؐ معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کرتے ہیں اور اسلام کی ہتک کرتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ہمیشہ اپنی پاک تعلیم اور ہدایت اور اپنے ثمرات، انوار و برکات اور معجزات سے پھیلا ہے۔ اور وہ نشانات اور تاثیرات ختم نہیں ہو گئی ہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود رہتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ نبی ہیں۔

اس لئے کہ آپ کی تعلیمات اور ہدایات ہمیشہ اپنے ثمرات دیتی رہتی ہیں اور آئندہ جب اسلام ترقی کرے گا تو اس کی یہی راہ ہو گی نہ کوئی اور۔ پس جب اسلام کی اشاعت کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی تو اس وقت ایسا خیال بھی کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ اب تو سب کے سب امن سے بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے کافی ذریعے اور سامان موجود ہیں..........

.... مسیح موعود کے لئے یہ نشان قرار دیا گیا یَضَعُ الحَرْبَ. اب تو اس کی سچائی کا یہ نشان ہے کہ وہ لڑائی نہ کرے گا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں مخالفوں نے بھی مذہبی لڑائیاں چھوڑ دیں۔ ہاں اس مقابلہ نے ایک اور صورت اور رنگ اختیار کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قلم سے کام لے کر اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں۔ عیسائی ہیں کہ ان کا ایک ایک پرچہ پچاس پچاس ہزار نکلتا ہے اور ہر طرح کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اسلام سے بیزار ہو جائیں۔ پس اس مقابلہ کے لئے ہمیں قلم سے کام لینا چاہئے یا تیر چلانے چاہئیں؟ اس وقت تو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو اس سے بڑھ کر احمق اور اسلام کا دشمن اور کون ہو گا؟ اس قسم کا نام لینا اسلام کو بدنام کرنا ہے یا کچھ اور؟ جب ہمارے مخالف اس قسم کی سعی نہیں کرتے حالانکہ وہ حق پر نہیں تو پھر کیسا تعجب اور افسوس ہو گا کہ اگر ہم حق پر ہو کر تلوار کا نام لیں۔ اس وقت تم کسی کو تلوار دکھا کر کہو کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ قتل کر دوں گا پھر نتیجہ دیکھو کیا ہو گا؟ پولیس میں گرفتار کرا کے تلوار کا مزہ چکھا دے گا۔

یہ خیالات سراسر بیہودہ ہیں ان کو سروں سے نکال دینا چاہئے۔ اب وقت آیا ہے کہ اسلام کا روشن اور درخشاں چہرہ دکھایا جاوے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ تمام اعتراضوں کو دور کر دیا جاوے اور جو اسلام کے نورانی چہرہ پر داغ لگایا گیا ہے اسے دور کر کے دکھایا جاوے"۔

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ٢٠ مطبوعہ لندن صفحہ ٢٧٣ تا ٢٧٥)

استقلال

حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ آنحضرت ﷺ کو کون سا کام سب سے زیادہ پسند تھا۔ آپؓ نے فرمایا وہ کام جس پر دوام اختیار کیا جائے خواہ وہ تھوڑا ہی ہو۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب القصد و المداومة)

بچانے والا وجود

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری اور لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ہو اور وہ شخص آگ جلائے (اور اس کے آگ جلانے کا مقصد یہ ہو کہ اندھیرے روشنی میں بدل جائیں)۔ اور جب وہ آگ واقعی اپنے ماحول کو روشن کر دے تو پروانے اور کیڑے مکوڑے جو آگ میں گرا ہی کرتے ہیں اس شخص کی جلائی ہوئی آگ میں بھی گرنے لگیں۔ اور پھر یہ آگ جلانے والا شخص ان پروانوں اور کیڑوں مکوڑوں کو آگ سے بچانے میں لگ جائے اور کوشش کرے کہ وہ آگ میں نہ پڑیں لیکن یہ اس شخص پر غالب آ جائیں اور آگ میں گرنے لگیں۔ اسی طرح میں بھی انسانوں کو پکڑتا ہوں، اپنی طرف کھینچتا ہوں لیکن تم مسلمانوں کو میں ان کے کمربندوں سے پکڑ کر بچا لیتا ہوں لیکن دوسرے ہیں کہ وہ اس (آگ) میں گرتے ہی جاتے ہیں"۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الانتہاء عن المعاصی)

☆......☆......☆

ایک روح کی نجات پر خوشی

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو حضور کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار پڑ گیا (اور بعد میں اسی بیماری میں فوت ہو گیا)۔ حضورؐ اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس کو فرمانے لگے کہ مسلمان ہو جا۔ لڑکے نے حضورؐ کی بات سنی اور اپنے باپ کی طرف دیکھا جو وہیں اپنے بیٹے کے پاس ہی تھا۔ باپ نے بیٹے کی نگاہ میں سوال کو بھانپ لیا اور کہنے لگا جیسے ابوالقاسم کہتے ہیں ویسے ہی کر۔ تو وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔

حضورؐ باہر تشریف لائے اور حضورؐ کی زبان پر یہ فقرہ تھا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس بچہ کو آگ سے بچا لیا"۔

(بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی)

زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے بہتر ہے کہ حساب صاف رہے

اگر کوئی خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی

خلافت ثالثہ کے دور کے بعض احمدی شہداء مرد و زن کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٢٥ر جون ١٩٩٩ء)

لندن (٢٥ر جون): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیات ١٥٤، ١٥٥ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا پھر گزشتہ چند خطبات سے جاری شہداء احمدیت کے تذکرہ کو مزید آگے بڑھانے سے قبل فرمایا کہ چونکہ مالی سال ختم ہو رہا ہے اس لئے مجھے تحریک کی گئی ہے کہ لوگوں کو یاد کرا دوں کہ جو بقایا جات رہ گئے ہیں وہ ادا کر دیں۔ زندگی اور موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے بہتر ہے کہ حساب صاف رہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دو اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے جن میں ذکر تھا کہ اپنے بھائیوں کو چندے سے باخبر کرو اور یہ کہ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ نے خلافت ثالثہ کے دور میں شہداء کا ذکر جاری رکھا اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ماسٹر غلام حسن صاحب ولد عبدالکبیر بٹ صاحب تاریخ شہادت اکتوبر ١٩٦٧ء کا ذکر فرمایا۔

آپ ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء میں مقبوضہ کشمیر سے ہجرت کر کے گلگت آ گئے تھے وہیں بطور سکول ماسٹر کام کرتے رہے۔ غالباً ۱۹۶۶ء میں آپ کا تبادلہ چلاس سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر تھور نالہ میں ہوا۔ احمدیت کی بنا پر مخالفت ہوئی اور جبکہ آپ وہیں مقیم تھے ایک رات آپ پر حملہ کیا گیا اور دشمنوں نے نماز پڑھنے کی حالت میں جائے نماز پر ہی ذبح کر دیا۔ بعد میں آپ کی نعش کو تھور نالہ میں بہا دیا۔

مکرم چوہدری حبیب اللہ صاحب آف چک حسن آرائیں، تاریخ شہادت ۱۳ر جون ۱۹۶۹ء کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ والدین نے احمدیت قبول کرنے کے جرم میں آپ کو گھر سے نکال دیا۔ کچھ عرصہ بعد والدہ آپ کو واپس لے گئیں۔ آپ پر بہت دباؤ ڈالا جاتا کہ احمدیت چھوڑ دیں۔ اس جرم میں آپ کو اکثر مارا پیٹا بھی جاتا مگر آپ ثابت قدم رہے۔

۱۳ر جون ۱۹۶۹ء کو جب آپ "قبولہ" میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد واپس گاؤں آئے تو آپ کی اہلیہ نے کہا کہ آج زمینوں پر نہ جانا، سنا ہے کہ مخالفوں نے لڑائی کا پروگرام بنایا ہے۔ مگر آپ نے کہا جب میں نہیں لڑوں گا تو وہ خواہ مخواہ لڑیں گے۔ زمینوں پر آپ کے چچازاد اور دوسرے مخالف جو لاٹھیوں سے مسلح تھے آپ پر حملہ آور ہوئے۔ جب آپ زخمی ہو کر گرے تو ایک منافق عورت جو گاؤں میں نیک بی بی کے نام سے مشہور تھی دودھ کا گلاس لائی اور شہید مرحوم کے منہ سے لگایا۔ آپ نے چند گھونٹ پیئے۔ ہسپتال لے جایا جا رہا تھا کہ رستہ میں ہی شہید ہو گئے۔ پوسٹ مارٹم سے پتہ چلا کہ اس بظاہر نیک بی بی نے دودھ میں زہر ملایا تھا۔ مکافات عمل میں اسے سزا اس طرح ملی کہ بعد میں وہ عورت پاگل ہو گئی۔ لوگ اس کے نزدیک بھی نہیں آتے تھے۔ اس حالت میں وہ مری کہ بغیر غسل دیئے اسے دفن کر دیا گیا۔

پھر حضور نے سید مولود احمد صاحب بخاری ولد سید محمود احمد صاحب کوئٹہ کا ذکر فرمایا جو ۹ر جون ۱۹۷۴ء کو شہید ہوئے۔ مولویوں نے شہر میں احمدیوں کے خلاف شدید اشتعال انگیزی کر رکھی تھی۔ ۸ر اور ۹ر جون کی درمیانی شب چند لوگ دیوار پھلانگ کر آپ کے گھر کے اندر آئے۔ گھر والوں کے جاگنے پر وہ بھاگے۔ جب یہ ان کے تعاقب میں باہر نکلے تو آپ کو خنجروں سے شدید زخمی کر دیا اور اسی نتیجہ میں شہادت پائی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔

مکرم فخر الدین صاحب بھٹی تاریخ شہادت ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء۔ ۱۹۷۴ء میں آپ ایبٹ آباد میں تھے۔ شہر میں احمدیوں کے خلاف شدید اشتعال تھا۔ ۱۱ر جون کو آپ کے گھر پر حملہ ہوا۔ اسی دوران ہجوم آپ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔ ظالموں نے پتھروں، چاقوؤں اور ڈنڈوں سے آپ پر وار کئے اور آپ نے بڑی جرأت اور بہادری سے احمدیت پر قائم رہتے ہوئے اپنی جان قربان کی۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم محمد زمان خان صاحب اور مکرم مبارک احمد خان صاحب، تاریخ شہادت ۱۱ر جون ۱۹۷۴ء کا ذکر فرمایا جنہیں گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا۔ بعد ازاں سیٹھی مقبول احمد صاحب جہلم، تاریخ شہادت ۲ر جولائی ۱۹۷۴ء کا ذکر فرمایا جنہیں ایک جلوس نے جب وہ آپ کے گھر پر حملہ آور ہوا فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔

مکافات عمل کا نمونہ یہ ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا سیکرٹری جو جہلم میں اشتعال انگیزی میں پیش پیش تھا اسے ذیابیطس کی بیماری لگی۔ جسم گلنا سڑنا شروع ہوا۔ بیوی بچوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اسلام آباد میں ایک مکان میں اس کی وفات ہوئی جس کا تین چار دن بعد علم ہوا۔ کسی نے لاش جہلم پہنچائی تو گھر والوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔

اسی طرح مجلس تحفظ، ختم نبوت کا صدر بھی ذیابیطس کے پھوڑوں سے بیمار ہوا اور جسم میں کیڑے پڑ گئے، اسی بیماری سے وہ مرا۔ ایک اور مخالف جس نے مسجد کے دروازہ کو حقارت سے پاؤں سے ٹھوکریں ماری تھیں۔ اس وقت اس کے پاؤں کے ناخن میں تکلیف ہوئی جو کینسر میں تبدیل ہو گئی۔ تین دفعہ اس کی ٹانگ کاٹی گئی اور آخر اس بیماری سے وہ مر گیا۔

پروفیسر عباس بن عبد القادر صاحب، تاریخ شہادت ستمبر ۱۹۷۴ء۔ آپ بوقت شہادت گورنمنٹ کالج حیدر آباد میں پروفیسر تھے۔ شہادت سے قبل جمعہ کا دن تھا اس دن آپ نے چندہ کی مکمل ادائیگی کی کہ پتہ نہیں کب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جاؤں، چندہ تو ادا ہو جائے۔

مکرم ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد شہادت ۲۹ر ستمبر ۱۹۷۴ء۔ آپ کئی سال تک محلہ دار البرکات کے صدر رہے۔ مئی ۱۹۷۴ء میں جب ربوہ کے بہت سے بے گناہ شہریوں کو پولیس نے دھوکہ سے پکڑ کر سرگودھا جیل میں ڈالا تھا آپ کا بیٹا اور بھانجا بھی ان میں شامل تھے۔ ایک روز ان کی ملاقات کے لئے سرگودھا گئے۔ واپسی کے لئے سرگودھا ریلوے سٹیشن پر تھے کہ چند نقاب پوشوں نے احمدیوں پر فائرنگ کر دی جس سے آپ زخمی ہوئے۔ آپ کے سر پر گولی لگی۔ انہی زخموں سے آپ شہید ہوئے۔

مکرم عبد الحمید صاحب آف کنری۔ تاریخ شہادت ۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء۔ مخالفین کا ایک جلوس جو ڈاکٹر رشید احمد صاحب کے کلینک پر حملہ آور ہوا اور اسے مکمل تباہ کر دیا، پھر ان کے مویشیوں کے باڑے کو آگ لگا دی۔ آپ مویشیوں کو بچانے کے لئے انہیں کھولنے کے لئے آگے بڑھے تو ہجوم میں سے کسی نے آپ پر گولی چلا دی جس سے آپ وہیں شہید ہو گئے۔

مکرم بشارت احمد صاحب تہال ضلع گجرات، تاریخ شہادت ۷ر اکتوبر ۱۹۷۴ء۔ گاؤں میں ایک شدید مخالف گھرانے کے لوگوں نے آپ پر حملہ کیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔ بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ مکافات عمل کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا کہ جس خاندان نے آپ کو شہید کیا تھا ان کا ایک بیٹا ریل گاڑی سے گر کر مر گیا اور اس کی لاش کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ بقیہ اولاد بھی منشیات کے دھندے میں ملوث ہو گئی اور سارا خاندان برباد ہو گیا۔

اسی طرح حضور نے مکرم چوہدری عبد الرحیم صاحب اور مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب کا ذکر بھی فرمایا جنہیں ۲۶ر ستمبر ۱۹۷۶ء کو موسیٰ والا میں عید کے روز شہید کیا گیا اور مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاری عاشق حسین صاحب آف سانگلہ ہل تاریخ شہادت ۹ر اگست ۱۹۷۸ء کا بھی ذکر فرمایا۔

حُسنِ خطاب

مہکا رہا ہے دل کو حرفِ گلاب اُس کا
سارے جہاں سے اچھا حسنِ خطاب اُس کا

نوروں دھلا ہوا ہے اس کا حسین چہرہ
دشت و جبل پہ چمکے ہے ماہتاب اُس کا

لاریب پہنچی دعوت دنیا کے ہر کنارے
ترسی ہوئی زمیں پر برسے سحاب اُس کا

دل سے وہ بولتا ہے اور خوب بولتا ہے
دل میں اترتا جائے حرفِ خطاب اُس کا

بھر بھر کے جامِ عرفاں سب کو پلا رہا ہے
دن رات فیض جاری ہے بے حساب اُس کا

ہر لفظ معرفت میں اس کا ڈھلا ہوا ہے
قول صواب بھی ہے کارِ صواب اُس کا

ہیں سیکھتے یہاں سے ہر رمز دلربائی
اہلِ جہاں کو مژدہ چہرہ کتاب اُس کا

اُس کے لئے ہے مرنا اُس کے لئے ہے جینا
اس کی رضا کی جانب کھلتا ہے باب اُس کا

تائید ہے خدا کی جس سے رواں دواں ہے
اک کاروانِ رحمت عزت مآب اس کا

(خالد ہدایت بھٹی - امریکہ)

خاموش مباحثہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سے متعلق بیان ہے کہ:

"حضرت خلیفۃ المسیح ایک دفعہ لاہور تشریف لے گئے۔ آپ کی آمد کی خبر سن کر کچھ آریہ آپ سے ملنے کے لئے آئے جن میں سے ایک پلیڈر تھا جس نے دعویٰ کیا تھا کہ مولوی صاحب کو میں چند منٹ میں تناسخ کے مسئلہ پر گفتگو کر کے ہرا دوں گا۔ جب وہ لوگ بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ مولوی صاحب یہ پلیڈر صاحب آپ سے تناسخ کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی جیب میں سے دو روپے نکالے اور اس پلیڈر کے سامنے رکھ دئے اور کہا کہ جناب پہلے ان دونوں روپیوں میں سے ایک روپیہ اٹھا لیں بعد ازاں میں آپ سے بات کروں گا۔ پلیڈر صاحب جو بحث کے لئے آئے تھے یہ دیکھ کر خاموش ہو کر بیٹھ گئے اور ان روپیوں کو دیکھنا شروع کیا۔ اس حالت خاموشی میں آدھ گھنٹہ کے قریب گزر گیا۔ حاضرین نے کہا کہ آپ دونوں صاحبان تو خاموشی کی زبان میں مباحثہ کر رہے ہیں ہم پاس یونہی خالی بیٹھے ہیں اگر کچھ بولیں تو ہمیں بھی فائدہ ہو۔

پلیڈر نے کہا کہ میں تو مشکل میں پھنس گیا ہوں۔ اگر ان روپیوں میں سے ایک اٹھا لوں تو یہ سوال کریں گے کہ تم نے دونوں میں سے ایک کو کیوں اٹھایا دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا۔ یا ایک کو دوسرے پر بلاوجہ کیوں ترجیح دی اور اس اعتراض کے بعد تناسخ کی تائید میں میرا یہ اعتراض باطل ہو جائے گا کہ خدا نے ایک کو امیر اور ایک کو غریب کیوں بنایا۔ یہ مجھ سے پوچھیں گے کہ تم ایک روپیہ کو اٹھا سکتے اور دوسرے کو چھوڑ سکتے ہو پھر خدا کیوں ایک کو بڑا اور دوسرے کو چھوٹا نہیں کر سکتا۔

یہ کہہ کر پلیڈر صاحب نے رخصت چاہی اور کہا کہ وہ پھر کسی وقت آئیں گے مگر یہ وعدہ نہ پورا ہونا تھا نہ ہوا"۔ (الفضل قادیان دارالامان ۱۰ر ستمبر ۱۹۱۳ء)

ایک صاحبِ منزلت وبلند مرتبت احمدی ادیب

مکرم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی (مرحوم)

(مسعود احمد دہلوی)

(دوسری قسط)

شاندار جماعتی خدمات

اردو ادب کی گرانقدر خدمات انجام دینے کے علاوہ محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کو ایک نہایت مخلص اور دیندار احمدی ہونے کی حیثیت سے بہت شاندار جماعتی خدمات بجالانے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔

متعدد ادبی رسالوں کے ایڈیٹر رہنے اور یکصد سے زائد کتب تصنیف و تالیف اور ایڈٹ کرنے کے علاوہ آپ نے صدر انجمن احمدیہ کے محکمہ تالیف و تصنیف میں کئی سال تک مہتمم طبع و اشاعت کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ اس تمام عرصہ میں آپ کو قادیان دارالامان میں رہائش پذیر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ قادیان میں آپ اپنے مربی و محسن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے مکان "الصفہ" کے ایک بیرونی حصہ میں فروکش رہے۔ قادیان میں آپ کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والی متعدد کتب کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ ایسے جلیل القدر بزرگ کی صحبت میں حاضر رہ کر آپ کی تریاقی صحبت سے فیضیاب ہونے کے بے حساب مواقع میسر آنے لگے۔ آپ ۱۹۱۹ء یا ۱۹۲۰ء میں حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف کے اخلاق عالیہ اور غایت درجہ حسن سلوک سے متاثر ہوکر ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے جبکہ حضرت میر صاحب موصوف چیف میڈیکل آفیسر کی حیثیت سے پانی پت تشریف لائے تھے اور کئی سال وہاں رہائش پذیر رہے تھے۔ عرصہ دراز کے بعد اللہ تعالیٰ نے محترم شیخ صاحب کو آپ کے قدموں میں کھینچ بلاکر خادم و مخدوم ہر دو کو قادیان میں پھر یکجا کر دیا۔ محترم شیخ صاحب کے حق میں اپنے قدیم محسن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی اس نئی قربت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اس قربت کے طفیل آپ کے ایمان کو نئی جلاء، روح کو نئی بالیدگی اور ذہن کو نئی روشنی نصیب ہوتی چلی گئی۔ آپ نے اپنی قدیم خادمانہ حیثیت میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے لٹریری اسسٹنٹ کے فرائض سنبھال لئے۔ آپ نے حضرت میر صاحبؓ کے پر معارف منظوم کلام "بخار دل" اور نہایت دلچسپ سوانحی واقعات پر مشتمل آپ بیتی کی طباعت کا اہتمام کیا۔ حضرت میر صاحب نے اپنی وفات سے قبل جو وصیت تحریر فرمائی اس میں محترم شیخ صاحب کے متعلق دو باتیں بطور خاص تحریر فرمائیں۔ اول یہ کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی میت کو شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی غسل دیں۔ دوسرے آپ کے غیر مطبوعہ مضامین اور دیگر تحریرات کے جملہ قلمی مسودات ان کے سپرد کر دئے جائیں۔ چنانچہ ان کی وصیت کے مطابق ان کی میت کو غسل دینے کی سعادت آپ ہی کے حصہ میں آئی۔ نیز حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی بیگم صاحبہ محترمہ نے حضرت ڈاکٹر صاحب کی تدفین کے بعد اولین فرصت میں آپ کے جملہ غیر مطبوعہ مسودات محترم شیخ صاحب موصوف کی تحویل میں دے دئے۔ یہ مسودات بہت قیمتی مضامین اور "آپ بیتی" کے بعض نئے تحریر فرمودہ نہایت دلچسپ ایمان افروز واقعات کے علاوہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم فارسی کلام "درثمین فارسی" کے نہایت سلیس اور بامحاورہ اردو ترجمہ پر مشتمل تھے۔ محترم شیخ صاحب نے اس امانت کو طبع کراکر احباب جماعت تک پہنچانے کا جو خصوصی اہتمام فرمایا اس کا ذکر بعد میں ہوگا۔

تقسیم برصغیر اور قادیان سے ہجرت کے وقت محترم شیخ صاحب کو جو اہم جماعتی خدمات سرانجام دینے کی عظیم الشان سعادت نصیب ہوئی پہلے اس کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔

عظیم الشان جماعتی خدمت کی تفصیل

تقسیم برصغیر کے پرآشوب زمانہ میں قادیان سے ہجرت کے وقت ایک بہت ہی اہم مسئلہ یہ درپیش تھا کہ قادیان میں محفوظ علمی خزانہ کو لاہور کس طرح منتقل کیا جائے۔ اس نہایت بیش بہا علمی خزانہ میں قرآن مجید کے اس انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے مطبوعہ فرمے بھی شامل تھے جسے سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رقم فرمودہ تفسیر اور حضورؓ کے تیار کردہ تفسیری نوٹس کی مدد سے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے سالہاسال محنت شاقہ سے انگریزی کا جامہ پہنایا تھا۔ مشرقی پنجاب میں ہر طرف قتل وغارت کا بازار گرم تھا اور انتہائی مخدوش حالات کی وجہ سے راستے بالکل غیر محفوظ تھے۔ ایسے پرخطر حالات میں قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ و تفسیر کے مطبوعہ فرموں کو ٹرک کے ذریعہ قادیان سے لاہور پہنچانے کا کام محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے سپرد ہوا۔ آپ نے اس کام کو سعادت عظمٰی سمجھتے ہوئے نہایت ذمہ داری اور فرض شناسی سے ادا کیا۔ اس ذمہ داری کو نبھانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ آپ اپنے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تتبع میں جوان ایام میں سراپا دعا بنے ہوئے تھے خود بھی اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے کام لیتے۔ چنانچہ آپ راستہ میں ہمہ وقت دعاؤں میں مصروف رہ کر اللہ تعالیٰ سے اس کی تائید و نصرت اور خاص حفاظت طلب کرتے رہے۔

اس طرح اس قیمتی خزانہ کو بحفاظت لاہور پہنچانے کی سعادت آپ کے حصہ میں آئی۔ آپ نے اپنی کوئی ذاتی چیز از قسم کتب و مسودات ساتھ نہ لی۔ جیساکہ آگے چل کر میں عرض کروں گا آپ کی اس خدمت کو جماعت میں بنظر استحسان دیکھا گیا اور اللہ تعالیٰ کی اس عطائے خاص پر آپ زندگی بھر اس کا شکر ادا کرتے رہے۔

پاکستان پہنچ کر تادمِ آخر انجام دی جانے والی جماعتی خدمات

محترم شیخ صاحب نے قادیان سے ہجرت کر کے پاکستان آنے کے بعد لاہور میں رہائش اختیار کی اور پہلے "حالی بکڈپو" کے نام سے اور بعد ازاں اپنے فرزند اکبر محمد احمد پانی پتی مرحوم کی یاد میں "محمد احمد اکیڈمی" کے نام سے ذاتی اشاعتی ادارے قائم کرکے خود اپنی تحریر کردہ علمی اور ادبی کتب شائع کرنی شروع کیں۔ اس کے بعد آپ کو ملک کے نامور اشاعتی اداروں اور ادبی انجمنوں کی طرف سے بکثرت تالیفی اور تصنیفی کام ملنے لگا اور آپ نے اردو ادب کی خدمات بجالاتے ہوئے ایسے حیران کن علمی اور ادبی کارنامے سرانجام دئے کہ ہر طرف سے تحسین و آفریں کے ڈونگرے برسنے لگے۔

ادب کے شعبہ میں خدمات جلیلہ بجالانے میں غیر معمولی انہماک کے باوجود آپ نہ صرف جماعتی خدمات سے غافل نہیں ہوئے بلکہ تالیفی و اشاعتی شعبہ میں جماعتی خدمات بجالانے میں بھی پیش پیش رہے۔ سب سے پہلے تو آپ نے محترم جسٹس شیخ بشیر احمد صاحب ریٹائرڈ جج لاہور ہائی کورٹ کی خواہش اور ارشاد کی تعمیل میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت پر معارف اردو منظوم کلام "درثمین" کا بہت خوبصورت اور دیدہ زیب پہلا آفسٹ ایڈیشن شائع کیا جو جماعت میں بہت مقبول ہوا اور اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئے۔ نیز آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند پایہ نہایت شیریں فارسی کلام کے یکے بعد دیگرے دو ایڈیشن شائع کئے۔ درثمین فارسی کے ان ایڈیشنوں کی نمایاں خوبی یہ تھی کہ ان میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کا کیا ہوا نہایت عام فہم سلیس اردو ترجمہ بھی اشعار کے نیچے درج تھا۔ پھر آپ نے "سیرۃ قمرالانبیاء" کے نام سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرۃ کتابی شکل میں شائع کی۔ مزید برآں آپ کو سیرۃ کی ایک اور کتاب مرتب کرنے کا بھی موقع ملا اور یہ تھی مشہور عالم نامور پہلے مسلمان اور پاکستانی سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے والد محترم کی سیرت و سوانح پر مشتمل کتاب۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کے والد محترم چوہدری محمد حسین صاحب، محترم شیخ صاحب کے بہت قریبی اور عزیز دوست تھے۔ آپ نے اپنے آخری حصہ عمر میں "سوانح چوہدری محمد حسین" کے نام سے ایک بہت ہی مفید اور ایمان افروز کتاب مرتب کر کے دوستی کا حق ادا کر دکھایا۔ یہ کتاب آپ کی وفات کے بعد طبع ہو کر منظر عام پر آئی اور دونوں دوستوں کی یاد کو آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کرنے کا موجب بنی۔ آپ نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے نہایت پاکیزہ اور پراثر اردو منظوم کلام "بخارِ دل" کو پاکستان میں دوبارہ شائع کر کے احباب جماعت کے دیرینہ مطالبہ کو پورا کرنے کا بھی اہتمام کیا۔

ماہنامہ انصاراللہ کے اجراء پر خصوصی معاونت

جب ۱۹۶۰ء کے اواخر میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنا عہد خلافت شروع ہونے سے بھی پانچ سال قبل صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی حیثیت سے ماہنامہ "انصاراللہ" کا اجراء فرمایا تو از راہ شفقت اس خاکسار کو اس کا پہلا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ آپؒ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہمیں اس رسالہ کی مستحکم بنیادیں استوار کر کے ایسی روایات قائم کرنی ہیں کہ آئندہ زمانوں میں بھی یہ رسالہ جاری رہ کران روایات پر پورا اترتا چلا جائے۔ حضور نے خاکسار کو نہ صرف تفصیلی ہدایات سے نوازا بلکہ رسالہ کے ہر شمارہ کو براہ راست اپنی نگرانی میں مرتب کرواتے رہے اور آپ نے اس امر کا خاص خیال فرمایا کہ رسالہ کا معیار نہ صرف یہ کہ گرنے نہ پائے بلکہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔

دینی اور تربیتی نقطہ نگاہ سے ایسے معیاری رسالہ کی اشاعت پر محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی صاحب خوشی سے جھوم اٹھے۔ آپ نے مجھے لاہور بلوا کر صرف رسالہ کی تعریف ہی نہیں کی بلکہ اسے چار چاند لگانے کے سلسلہ میں ایک ایسی تجویز میرے سامنے رکھی کہ جسے سن کر میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ آپ نے فرمایا ایسے معیاری رسالہ کی اشاعت سے میرے دل کا ایک بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔ دراصل میرے پاس حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کے بعض اچھوتے مضامین اور آپ کی نہایت مشہور و مقبول کتاب "آپ بیتی" کے بعض نئے تحریر کردہ حصوں کے غیر مطبوعہ قلمی مسودات بطور امانت رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ تاریخی اہمیت کے بعض علمی نوادرات بھی میری تحویل میں ہیں۔ میں یہ مسودات اور تاریخی نوادرات ایک ایک کر کے آپ کو بھیجتا رہوں گا آپ انہیں ایڈٹ کر کے ماہ بماہ ماہنامہ انصاراللہ میں شائع کرتے رہیں۔ اس طرح ان قیمتی مسودات اور نوادرات کے طبع ہو کر احباب جماعت تک پہنچنے کی نہ صرف سبیل نکل آئے گی بلکہ یہ آئندہ نسلوں کے استفادہ کے لئے بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ مزید برآں ان قیمتی مسودات اور تاریخی نوادرات کی وجہ سے ماہنامہ انصاراللہ کی قدر و منزلت اور مقبولیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ محترم شیخ صاحب کی اس کرم نوازی پر میرا دل حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو گیا اور پکار اٹھا کہ واقعی خدا جب دینے پر آتا ہے تو چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ

مرزا ناصر احمد صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ بھی اس اطلاع پر بہت خوش ہوئے۔

چنانچہ میں محترم شیخ صاحب موصوف کے مرسلہ قیمتی مسودات ماہنامہ انصاراللہ میں شائع کرتا اور انہیں بحفاظت تمام ان کی خدمت میں واپس ارسال کرتا رہا۔ محترم شیخ صاحب نے تاریخی اہمیت کے حامل جن قلمی نوادرات کا ذکر کیا تھا وہ وقف زندگی کی اس پہلی منظّم تحریک سے متعلق تھے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں فرمائی تھی۔ دراصل یہ تاریخی نوادرات اکابر صحابہ کی ان تحریری درخواستوں پر مشتمل تھے جن کے ذریعہ انہوں نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کر کے ان کا وقف منظور کئے جانے کی درخواست کی تھی اور ہر درخواست پر وقف منظور کئے جانے سے متعلق حضور اقدسؑ نے اپنے قلم مبارک سے الگ الگ نوٹ رقم فرمائے تھے۔ انہیں ماہنامہ انصاراللہ کے متعدد پرچوں کی زینت بناتے وقت یہ اہتمام کیا گیا کہ حضور اقدس کے رقم فرمودہ نوٹس کی عبارت کا اصل عکس شائع کیا جائے۔ اس طرح یہ سب قلمی مسودات اور قیمتی نوادرات ایک عرصہ تک ماہنامہ انصاراللہ کے شمارہ کی زینت بن کر اس رسالہ کی مقبولیت کا موجب بنتے رہے۔ بعد اشاعت میں انہیں شکریہ کے ساتھ محترم شیخ صاحب کی خدمت میں واپس ارسال کرتا رہا۔ محترم شیخ صاحب موصوف کا یہ خصوصی تعاون ماہنامہ انصاراللہ کو چار چاند لگانے اور شروع ہی میں اسے مقبول عام بنانے میں بہت کارآمد ثابت ہوا۔ آپ رسالہ کی ایڈیٹنگ اور اس میں شائع ہونے والے مضامین کے بارہ میں تعریفی خطوط ارسال فرما کر میری مسلسل حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ ان میں سے بعض خطوط آج بھی میرے پاس محفوظ ہیں۔

زہد و اتقاء کو آشکار کرنے والا ایک اور امر

محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب اپنی تمام تر تالیفی و تصنیفی اور تحقیقی مصروفیات کے باوصف بہت پاک طینت و پاک سرشت زاہد شب زندہ دار بزرگ تھے۔ ان کے ہاں بارہا قیام کے دوران مجھے رات کی خاموش گھڑیوں میں ان کی سجدوں میں آہ و زاری کا بچشم خود مشاہدہ کرنے کے بکثرت مواقع میسر آئے۔ مزید برآں ان کے زہد و اتقاء کا آئینہ دار یہ امر تو تھا ہی کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ ایسے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عظیم المرتبت و جلیل القدر بزرگ نے اپنی تحریری وصیت میں اس امر کا بطور خاص ذکر فرمایا کہ بعد وفات انہیں غسل دینے والوں میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کو ضرور شامل کیا جائے۔ اس کی تائید مزید یا تصدیق جدید یوں منظر عام پر آئی کہ جب انگریزی ترجمہ تفسیر قرآن کے مترجم فرشتہ صفت نامور بزرگ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ۱۲؍نومبر ۱۹۴۷ء کو وفات پائی تو آپ نے بھی اپنی وصیت میں غسل دینے کے لئے جو بزرگ نامزد فرمائے اُن میں دوسرے نمبر پر محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کا نام درج تھا۔ (حوالہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں الفضل ۱۵؍نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ اول)۔ بہر حال یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی جو محترم شیخ صاحب موصوف کے حصہ میں آئی اور ان کی دینی و دنیوی فلاح کو آشکار کرنے کا موجب ہوئی۔

محترم شیخ صاحب کی وفات پر قومی ادیبوں کی تعزیت

زندگی بھر اردو ادب کے شعبہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے، اپنے نام اور کام کا ڈنکا بجوانے اور جماعتی خدمات کا نہایت شاندار ریکارڈ قائم کرنے والا یہ درویش صفت صاحبِ منزلت احمدی ادیب و قلمکار دینی و دنیوی ہر دو لحاظ سے کامیاب زندگی گزارنے کے بعد بالآخر ۱۲؍اکتوبر ۱۹۷۲ء کو عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کر گیا۔ اس کی وفات پر پاکستانی ادیبوں اور جماعت احمدیہ کے سربرآوردہ اصحاب کی طرف سے ان کے فرزند جناب مبارک محمود پانی پتی کے نام بکثرت تعزیتی خطوط موصول ہوئے۔ ان کثیر التعداد خطوط میں سے جو خطوط ضائع ہونے سے بچ رہے تھے وہ میں نے ان سے لے لئے تھے۔ یہ خطوط میرے پاس آج بھی محفوظ ہیں۔ ان کے بعض اقتباسات ہدیۂ ناظرین ہیں۔ پہلے پاکستانی ادیبوں کے اظہار غم کے چند نمونے:

زہد و تقویٰ کی نہ مٹنے والی داستان

جناب فیضی کیرانوی (سلیمی چیمبرز ایڈورڈ روڈ لاہور) نے اپنے دلی افسوس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"یہ خبر صاعقہ بن کر گری کہ عظیم انسان دنیا سے چل بسا اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ میری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور جملہ عزیزان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

مرحوم بڑے خوددار اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ اپنے پیچھے صفحہ قرطاس پر زہد و تقویٰ کی کبھی نہ مٹنے والی داستان چھوڑ گئے ہیں جو مدتوں پڑھی جائے گی۔ اللہ مغفرت کرے۔"

اپنی ذات میں ایک انجمن

نیشنل بک سنٹر آف پاکستان (منٹگمری روڈ لاہور) کے جناب ذوالفقار احمد تابش نے اپنے مکتوب گرامی میں اپنے دلی صدمہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

"یہ سال اہل قلم پر ایک بھاری سال گزرا ہے۔ ایسی ایسی نادر ہستیاں اٹھ گئی ہیں اور اپنے پیچھے ایسا خلا چھوڑ گئی ہیں جو کبھی پر نہ ہو سکے گا۔ شیخ صاحب مرحوم تو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ان کی وفات ایک ایسا نقصان ہے جسے علم و ادب کا نقصان کہا جا سکتا ہے۔ میں آپ کے غم میں برابر کا شریک ہوں۔ میں اور میرے رفقاء دعا گو ہیں کہ اللہ مرحوم کو اپنی قربت اور رحمت کے سائے میں جگہ عطا فرمائے"۔

ایک عظیم اہل قلم چل بسا

رسالہ پندرہ روزہ "انقلاب نو" لاہور کے مدیر جناب عبدالرشید تبسم نے اپنے غم و الم کے اظہار کے علاوہ محترم شیخ صاحب کی عظیم خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے رقم فرمایا:

"حضرت شیخ محمد اسمٰعیل انتقال فرما گئے۔ مجھے اس کا شدید صدمہ ہے۔ میں ان سے آخری بار ۸؍اکتوبر (۱۹۷۲ء) کو ہسپتال میں ملا تھا۔ ان سے میری یہ آخری ملاقات تھی۔ ان کے اٹھ جانے سے ہماری ثقافت و ادب کا ایک دور ختم ہوا۔ وہ ایک عظیم اہل قلم اور بے نظیر مورخ و مفکر تھے۔ ان جیسی دقّتِ نظر اور وسعتِ خیال رکھنے والا عالم دوبارہ پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند مقام پر فائز فرمائے اور آپ کو اور آپ کے دوسرے عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین"۔

دنیائے ادب مدتوں ماتم کناں رہے گی

جناب سید مبین احمد سنٹرل ایکسائز انسپکٹر چک جھمرہ، ادب نواز اور ایک کہنہ مشق ادیب تھے۔ انہیں شیخ صاحب موصوف سے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ محترم شیخ صاحب سے مسلسل رابطہ رکھتے، اپنی ادبی کاوشوں میں آپ سے رہنمائی حاصل کرتے اور آپ کا بے حد احترام بجالاتے۔ آپ کی وفات کا انہیں بے حد صدمہ ہوا۔ انہوں نے برادرم مبارک محمود پانی پتی (مرحوم) کو یکے بعد دیگرے دو تعزیتی خطوط ارسال کئے جن میں اپنے دلی صدمہ اور غم و الم کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ دنیائے ادب محترم شیخ صاحب کے لئے مدتوں ماتم کناں رہے گی۔ ان کے ہر دو خط پیش خدمت ہیں:

پہلا خط محررہ ۱۳؍اکتوبر ۱۹۷۲ء:

"حضرت شیخ صاحب کی وفات سے دل ہی نہیں میری روح بھی غمگین ہے۔ ان سے قربت میرے لئے باعث سعادت تھی۔ مرحوم سے میرے مراسم تقریباً ایک چوتھائی صدی کے تھے لیکن یہ لمحات پل جھپکتے گزر گئے۔ اے کاش! ابھی ایسا نہ ہوتا۔

حضرت شیخ صاحب جیسی علم دوست ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوتیں۔ محنت اور تحقیق میں شیخ صاحب مرحوم اپنا جواب نہ رکھتے تھے۔ افسوس نہ معلوم کتنے ادبی منصوبے مرحوم اپنے ساتھ زمین میں لے گئے۔ دنیائے ادب عرصہ تک ان کے لئے ماتم کناں رہے گی۔ مجھ کو اپنے غم میں شریک سمجھئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کی قبر کو عنبریں فرمائے۔ آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسین"۔

جناب سید مبین احمد کا دوسرا مکتوب محررہ ۱۶؍اکتوبر ۱۹۷۲ء

"میرے بھائی، اپنے محترم دوست کے انتقال کی خبر سے جو مجھ پر گزری ہے، جو میرا حال ہوا ہے، کیا بتاؤں۔ ہر طرف شیخ صاحب مرحوم نظر آ رہے ہیں۔ جس طرف بھی کتابوں پر نظر جاتی تھی وہ مجھ سے ہم کلام معلوم ہوتے تھے۔ اسی عالم میں خواب میں بھی ملاقات ہوئی۔ اب کچھ ذہن صاف ہوا ہے ان پر مضمون لکھ رہا ہوں۔ کاش جلد مکمل ہو جائے تو (مجلّہ) "قومی زبان" میں کراچی بھیجوں گا۔ ایک اور مضمون بھی (مجلّہ) "صحیفہ" کے لئے لکھنے کا ارادہ ہے۔

حضرت شیخ صاحب مرحوم نے اپنی تصانیف کی ایک فہرست مجھے دکھائی تھی، براہ مہربانی ان کے مسودات سے تلاش کر کے رکھ لیجئے گا۔ اس سے کچھ نوٹس لے کر واپس کر دوں گا۔ مضمون کے لئے بیحد ضرورت ہے۔ ان کے مسودات بھی محفوظ کر لیجئے۔ اگر زندگی نے وفا کی (یہ جملے اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اب زندگی میں کوئی لطف نہیں رہا) تو ان کے ادھورے کام پورے کرنے کی کوشش کروں گا۔ ہر چند کہ یہ کام کٹھن اور مشکل ہے اور ان کے کسی مضمون یا تصنیف کو مکمل کرنے کے لئے بڑے تجربے اور علمیت کی ضرورت ہے۔

میں تو یہ سوچتا ہوں اب کس سے ادبی رہنمائی حاصل کروں گا اور کون مجھے ایسے مفید، صائب اور پرخلوص ہمدردانہ مشورے دیا کرے گا۔ اے کاش یہ سانحہ ابھی وقوع پذیر نہ ہوتا۔

افسوس کہ لاہور کے اس درویش ادیب کے انتقال کی خبر کو لاہور کے اخباروں نے دینا بھی گوارا

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

SATELLITE WAREHOUSE
MTA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards, Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

خطبہ جمعہ

فرقان بٹالین کے بعض شہداء کا تذکرہ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے آٹھ بیٹے بھی اس میں شامل تھے

خدمت دین کے دوران طبعی وفات پانے والے دو واقفین زندگی کا تذکرہ

ان تذکروں کے ذریعہ شہداء سے متعلق بہت سی اہم معلومات اور کوائف اکٹھے ہو رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ر مئی ۱۹۹۹ء مطابق ۲۱ ہجرت ۱۳۷۸ء ہجری شمسی بمقام ایپل ہائم، ہائیڈل برگ (جرمنی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ۔ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾۔

(سورۃ البقرہ آیات ۱۵۴ تا ۱۵۵)

ان آیات کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے صبر کے ذریعے اور نماز کے ذریعے استعانت طلب کرتے رہو اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَات اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مردے نہ کہا کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تم اس کا شعور نہیں رکھتے۔

جو شہداء کا تذکرہ شروع ہوا ہے آج بھی یہی تذکرہ جاری رہے گا اور آگے بھی جاری رہے گا۔ آج اس تذکرے سے پہلے میں یہ اعلان بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ آج لجنہ اماء اللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور آج اس کا جمعۃ المبارک کا دن پہلا دن ہے تو اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو بھی مبارک فرمائے اور ہر پہلو سے خدا تعالیٰ اس کے پروگرام میں برکت رکھ دے، خیر و عافیت سے یہ یہاں تشریف لائیں اور خیر و عافیت سے واپس جائیں۔ ان دعاؤں میں بھی آپ ان کو یاد رکھیں۔

شہداء کا جو ذکر چلا ہے آج کے بہت مختصر خطبے میں میں فرقان بٹالین کے شہداء کا پہلے ذکر کروں گا۔ فرقان بٹالین کا قیام حکومت پاکستان کی درخواست پر عمل میں آیا تھا کیونکہ کشمیر کے محاذ پر ہندوستان کا دباؤ بہت زیادہ تھا اور جس کثرت سے بعد میں پاکستان کو اپنے دفاع میں جرأتمندانہ شہادتیں پیش کرنے کی توفیق ملی ہے ابھی اس کا ذوق و شوق کے ساتھ یہ سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور جماعت احمدیہ کا نمونہ ہی دراصل آغاز میں باقی مجاہدین کے لئے سر فہرست بن گیا اور جماعت کو جیسے ہر میدان میں پہل کرنے کی توفیق ملی ہے اسی طرح کشمیر کے جہاد میں بھی جماعت کو خدا تعالیٰ نے یہ پہل کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کی بہت ہی تفصیلی تاریخ ہے جو ہماری کتابوں میں محفوظ ہے مگر میں ان سب تفاصیل کو نظر انداز کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جو مرکزی پہلو ہے وہ یہ ہے کہ کون کون شہداء تھے جن کو شہادت کی توفیق ملی۔ اس لئے اس کے مختصر تعارف کے طور پر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان کی حکومت کی تحریک پر ہی یہ تحریک کی تھی اور اس تحریک میں آپ نے اپنا بھی بہت ہی اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ صرف احمدی والدین ہی کو تحریک نہیں کی بلکہ ان کے جذبۂ شہادت کو بڑھانے کے لئے آپ نے اپنے بیٹے بھی اس تحریک میں سب سے پہلے پیش کئے۔

ان میں سے خاص طور پر دو بڑے بیٹے اس لحاظ سے قابل ذکر ہیں۔ ایک حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی آپ نے اس کو آرگنائز کرنے کے لئے یعنی اسے منظّم کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا اور دوسرے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی زندہ ہیں ان کے سپرد کیا تھا کہ وہ تمام تحریک کو منظّم کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے اپنے اپنے دائرے میں بہت اعلیٰ خدمات سر انجام دیں اور ان دونوں کے علاوہ آپ کے چھ بیٹے بھی اس محاذ پر لڑنے کے لئے پہنچے اور ایک داماد، میر داؤد احمد صاحب بھی اس میں شامل ہوئے۔ اسی طرح خاندان کے دو اَور افراد بھی اس قربانی میں شامل ہو کر سعادت پاگئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے اپنے دائرے میں خدمت کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

شہادت کے واقعات کی تفصیلات کو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے میں نظر انداز کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اب میں خطبات کو ویسے بھی مختصر کر رہا ہوں کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خطبات میں یہی سنت تھی کہ ضرورت پڑنے پر خطبات کو بہت لمبا بھی کر دیا کرتے تھے مگر بالعموم چھوٹا خطبہ دیا کرتے تھے۔ تو یہ جو میرا دستور بن گیا تھا کہ ہر خطبہ ضرور ایک گھنٹے کا ہو اب میں اس کو چھوڑ رہا ہوں اور مجھے اس سے زیادہ لطف آتا ہے کہ میں اس پرانی سنت کا احیاء کروں جس کا احیاء ہمارے زمانے میں ہمارے وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کیا۔

ان شہداء میں سے جن کی قسم کا بیان ہوا ہے سب سے پہلے **مکرم برکت علی خان صاحب ساکن داتہ زیدکا، تحصیل پسرور** کا ذکر کرتا ہوں اور دوسرے نمبر پر ضلع گجرات کے **مکرم اللہ رکھا صاحب ساکن جسوکے**۔ دونوں نے بڑی بہادری کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ اللہ رکھا صاحب شہید کے وصال کے بعد ان کے کپڑوں میں سے ان کی والدہ کا ایک خط ملا جو ظاہر کر رہا ہے کہ احمدی خواتین میں جذبۂ شہادت کس قدر عروج کرتا ہے۔ ان کی والدہ کے الفاظ یہ ہیں: "بیٹا احمدیت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دینا، ہر مشکل کا مقابلہ کرنا اور پشت نہیں دکھانا بلکہ دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنا"۔ اللہ تعالیٰ ان کی والدہ کو بھی جزا دے اور اس شہید کو بھی جزا دے کہ اس والدہ کی نصیحت پر لفظاً لفظاً عمل کیا اور شہادت کی روح کے ساتھ شہید ہوئے۔

جو باتیں ہمارے تاریخی مواد میں موجود نہیں ہیں وہ اب ان تذکروں کے ذریعے سے اکٹھی ہو سکتی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں۔ جب بھی میں شہادت کا ذکر کرتا ہوں تو ان کے رشتے دار جو دنیا میں دور دراز پھیلے پڑے ہیں وہ ان کے متعلق مزید تفصیلات بھی بھجواتے ہیں اور یہ بھی بتاتے ہیں کہ اگر ان کی پیچھے اولاد کوئی ہوئی ہے، رشتہ دار تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیا کیا فضل فرمائے۔ پس یہ سارے امور رفتہ رفتہ خطوط کے ذریعے اکٹھے ہو کر ہماری تاریخ کا ایک نیا باب کھول دیں گے۔

تیسرے شہید جن کو اسی محاذ پر شہادت کی توفیق ملی ہمارے عزیز دوست پروفیسر سلطان اکبر صاحب کے چچا زاد بھائی **چوہدری نصیر احمد صاحب** تھے۔ ۳ر اگست ۱۹۴۸ء کو بوقت شہادت کنوارے تھے اور سیکنڈ ائر کے طالب علم تھے۔ ان کے متعلق بھی یہی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ خاص جذبۂ شہادت کے ساتھ فرقان بٹالین میں شامل ہوئے تھے۔ چوتھے نمبر پر مکرم منظور احمد صاحب اوجلوی تھے جو ۷ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو کشمیر کے محاذ پر شہید ہوئے۔ یہ بھی غیر شادی شدہ تھے۔ ایک بہن زندہ ہیں اور والدین فوت ہو چکے ہیں۔ اب ان کی بہن جو شاید سن رہی ہوں اللہ کرے کہ ابھی زندہ ہوں تو وہ اس بارے میں مزید معلومات ہمیں مہیا کر سکتی ہیں۔

پانچویں نمبر پر **مکرم عبدالرزاق صاحب** کا ذکر کرتا ہوں جو جذبۂ شہادت کے شوق کے لحاظ سے دیوانوں کی طرح تھے تقسیم ہند سے پہلے بھی آپ کو احمدیوں اور دیگر مسلمانوں کے دفاع کی توفیق ملی یعنی قادیان اور اس کے ماحول میں خدمت کی توفیق ملی۔ آپ ایک صحابی ابن صحابی کی اولاد تھے یعنی آپ کے باپ بھی، آپ کے دادا بھی یہ دونوں صحابی تھے۔ اگرچہ ان کے چچا اور بھائی محاذ کشمیر پر جاتے ہوئے اس تاکید کے ساتھ ان کو پیچھے چھوڑ گئے تھے کہ تم یہیں رہو ہم جاتے ہیں لیکن ان کا شوق شہادت ان دونوں کے حکم پر غالب آگیا اور از خود خاموشی کے ساتھ محاذ کشمیر پر پہنچے اور ۲۱ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو بڑی دلیری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے ظاہراً پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ گھر والوں کے اصرار پر

کہ آپ واپس آجائیں آپ نے ان کو معذرت کا خط لکھ دیا جس کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابدی شہادت پانے کو زندہ واپس لوٹنے پر ترجیح دیتے تھے اور بڑی دلی معذرت کے ساتھ آپ نے لکھا کہ اب میری واپسی کی توقع نہ کریں۔

چھ نمبر پر **مکرم محمد اسلم صاحب مانگٹ** کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ چوہدری جہان خان صاحب صحابی کے چھوٹے بیٹے تھے۔ چوہدری جہان خان صاحب کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے آپ کی بیعت کرنے والے آخری صحابی چوہدری جہان خان صاحب تھے۔ یہ چوہدری محمد افضل صاحب مانگٹ جو کسی وقت امیر ضلع حافظ آباد رہے ہیں ان کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان کی شہادت ۱۹۴۸ء میں فرقان محاذ پر ہندوستان کی شدید بمباری کے نتیجے میں براہ راست ایک بم پھٹنے سے ہوئی یعنی ایسے بم پھٹنے سے جن کا براہ راست ان کے جسم پر اثر پڑا اور ان کے پرخچے اڑ گئے۔ شہادت کے وقت چونکہ آپ غیر شادی شدہ تھے اس لئے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔

ساتویں نمبر پر **مکرم سخی منگ صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ انہوں نے خود ۱۹۳۳ء میں، چھوٹی عمر میں ہی احمدیت قبول کی تھی۔ ۱۶؍، ۱۷؍ جنوری ۱۹۴۹ء کو محاذ پر مجاہدین کا ٹرک کھڈ میں گرنے کی وجہ سے شہید ہوئے۔

آٹھویں نمبر پر **مکرم میاں غلام یٰسین صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ یکم فروری ۱۹۴۹ء کو دوران خدمت نمونیہ سے وفات پا گئے تھے۔ وہاں شدید سردی سے بچاؤ کا چونکہ کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا تھا اس لئے بہت سے غرباء جو پوری طرح تن کو ڈھانپ نہیں سکتے وہ اسی دوران سردی کا شکار ہو گئے لیکن در حقیقت چونکہ شہادت کے شوق میں گئے تھے اور اسی ذمہ داری کو ادا کرتے کرتے فوت ہوئے اس لئے ان کو بھی شہید کا مقام حاصل ہوا۔

نویں نمبر پر **مکرم محمد خان صاحب** کا ذکر کرتا ہوں یہ بھی صحابی ابن صحابی کی اولاد تھے۔ ان کو فرقان بٹالین کے محاذ پر ۱۸؍مارچ ۱۹۴۹ء کو دشمن کی شدید بمباری کے نتیجے میں منہدم ہونے والی عمارت کے اندر شہادت کی توفیق ملی۔ ان کے ایک صاحبزادے عزیزم مبارک احمد نجیب، اللہ کے فضل سے سلسلہ کے ایک مخلص مربی ہیں اور نظارت اشاعت میں اعلیٰ درجہ کی علمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

دسویں نمبر پر **مکرم بشیر احمد صاحب ریاض** کا ذکر کرتا ہوں۔ مقبوضہ کشمیر کے رہنے والے تھے اور اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے۔ شہادت کے وقت ان کی چار بہنیں تھیں۔ چونکہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے ظاہر ہے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔ ان کی شہادت ۹؍اکتوبر ۱۹۴۹ء کو ایک راکٹ لانچر پھٹنے کے نتیجے میں ہوئی اور موقع پر ہی دم توڑ دیا۔

گیارہ نمبر پر مقبوضہ کشمیر کے ایک اور نوجوان **عبدالرحمن صاحب** کا ذکر کرتا ہوں۔ ان کی شہادت نہر میں ڈوبنے کے نتیجہ میں ہوئی۔ اسی محاذ سے یہ واپس آرہے تھے کہ رستے میں ایک نہر میں نہاتے ہوئے ڈوب گئے۔ کیونکہ ڈوب کر فوت ہونے والوں کا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شہیدوں میں ذکر فرمایا ہے اس لئے قطعاً مبالغہ نہیں کہ ہم ان کو شہید قرار دے سکتے ہیں۔ نیز چونکہ ان کا سفر محض للہ تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مسلمان ڈوب کر یا فوت ہونے والوں کو شہید قرار دیا خواہ وہ للہ سفر اختیار کئے ہوئے ہوں یا بغیر سفر کے ہی کسی نہر وغیرہ میں غرق ہو چکے ہوں ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے شہید قرار دیا ہے۔ للٰہی سفر اس شہادت کی عظمت کو بڑھانے والا ایک زائد پہلو ہے۔ پس اس پہلو سے ان کو جب غرقابی نصیب ہوئی تو یہ غرقابی محض خدا کی خاطر ایک سفر کے دوران نصیب ہوئی۔ یہ اگرچہ شادی شدہ تھے مگر براہ راست انہوں نے کوئی اولاد پیچھے نہیں چھوڑی۔ ہاں ان کی بیوی کی دوسری شادی کے نتیجے میں جو اولاد ہوئی ان میں ایک عزیز محمد اشرف ضیاء مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہادتوں کو اس طرح نوازا کہ آگے بھی خدمات کے سلسلے ان کی نسل سے جاری فرمادئے۔

اس فہرست کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ اس وقت تک جو معلومات قطعی طور پر مل چکی ہیں ان کو شامل کر لیا گیا ہے اور بعد میں مزید آتی رہیں گی۔ اب میں ایسے شہداء کی فہرست پیش کرتا ہوں آخر پر جو واقفین زندگی تھے اور خدمت دین کے دوران میدان جہاد میں ان کی طبعی موت سے وفات ہوئی۔ چونکہ واقف زندگی تھے اس لئے اس دوران جو طبعی موت سے وفات ہے وہ بھی شہادت کا رتبہ رکھتی ہے۔ ان میں سرفہرست **مولوی عبیداللہ صاحب ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی** بھی ہیں۔ ان کا وصال ۷؍دسمبر ۱۹۲۳ء کو ماریشس میں ہوا تھا اور چونکہ خدمت دین پر مامور تھے اور اس دوران وفات ہوئی اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو شہداء میں شامل کیا یعنی شہداء میں تو اللہ تعالیٰ نے شامل کیا تھا شہداء کی فہرست میں حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا بھی ذکر فرمایا۔

آپؓ کے الفاظ ان کے متعلق یہ ہیں:-

"میں آج ایک دین کی خدمت میں جان دینے والے عزیز کی یاد کے لئے اور دوستوں کو اس کے لئے دعا کی تحریک کرنے کے واسطے خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ وہ دوست جس کو خدمت دین میں شہادت ملی وہ ہمارا عزیز بچہ عبیداللہ ہے"۔ یہ حافظ بشیر الدین صاحب عبیداللہ کے والد تھے اور ان کی ساری اولاد آگے جو سلسلہ جاری ہوا ہے یہ انہی کی پاک ذریت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اولاد پر بڑی برکتیں نازل فرمائی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر خدمت دین کرنے والے ہیں۔ شاید ہی کوئی ہو میرے علم میں نہیں جسے خدمت دین کی توفیق نہ مل رہی ہو۔ اگر نہیں مل رہی تو دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو خدمت دین کرنے والوں میں شامل فرمادے۔ یہ اس وقت سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس شہادت کو ظاہری، دنیوی لحاظ سے بھی بہت رنگ لگائے ہیں اور دینی لحاظ سے بھی جیسا کہ میں نے عرض کیا بہت رنگ لگائے ہیں۔

آخر پر **الحاج مولوی محمد دین صاحب** کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب صحابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے تھے۔ آپ کو ۱۹۳۶ء میں وقف کی توفیق ملی اور آپ کا پہلا وقف تین سال کے لئے تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو البانیہ تبلیغ کے لئے بھجوایا تھا۔ اس زمانے میں دیکھیں کہاں کہاں حضرت مصلح موعودؓ کا ذہن پہنچتا تھا اور کن کن ملکوں تک آپ کی رسائی تھی اور البانیہ میں جو اب شہادتوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا بھی آغاز احمدی کے ذریعے ہی ہوا تھا یعنی ایک احمدی مبلغ کو سب سے پہلے وہاں جا کر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پہنچنے کی توفیق ملی تھی۔ اگرچہ اس ملک میں وہ شہید نہیں ہوئے لیکن آغاز انہی سے ہوا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۱۸؍نومبر ۱۹۴۲ء کو اس محاذ سے واپسی کے بعد دوبارہ ساؤتھ افریقہ کے لئے روانہ کیا لیکن جس جہاز میں آپ سفر کر رہے تھے کیونکہ وہ جنگ کا زمانہ تھا اس لئے اسے تارپیڈو کا نشانہ بنایا گیا اور جہاز میں جہاز کے مسافروں سمیت آپ بھی غرق ہوئے۔ تو اس جہاز میں ایک شخص ایسا تھا جس نے خدا کی راہ میں، خدا کے رستہ میں جان دی اس لئے اس کا نام ہمیشہ کے لئے شہیدوں میں لکھا جائے گا۔ اس پہلو سے ان کو غرقابی کی شہادت بھی نصیب ہوئی اور خدمت دین کے سفر کے دوران وصال پانے کے نتیجے میں دوہری شہادت عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو بہت بابرکت کرے، ہر لحاظ سے ان کی ترقی کے سامان کرے، دینی ترقی کے بھی اور دنیاوی ترقی کے بھی۔ ان کی اولاد کے متعلق اب تک جو مجھے علم ہوا ہے وہ صرف اتنا ہے کہ اپنے پیچھے ایک بیٹے جمال دین نامی چھوڑے تھے جو کسی وقت کراچی میں رہتے تھے۔ اب اگر وہ اللہ کرے زندہ موجود ہوں تو وہ رابطہ کر سکتے ہیں، بتا سکتے ہیں کہ آگے ان کی اولاد کب ہوئی اور کتنی ہوئی اور کہاں کہاں پھیلی۔ بہر حال ہماری تاریخ میں تو صرف اتناذکر ہے کہ ان کے بیٹے جمال دین صاحب کسی وقت کراچی میں رہتے تھے اور اس وقت کیا حال ہے اس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ مگر اس سلسلۂ خطبات کی ایک یہ بھی برکت ہو گی کہ وہ اگر زندہ ہوں، خدا کرے زندہ ہوں تو سن رہے ہونگے اور ہمیں اپنے حالات مزید بھجوائیں گے اور اگر وہ زندہ نہ ہوں خدانخواستہ تو آگے ان کی اولاد ہم سے رابطہ کرے اور بتائے کہ ان کے بزرگ والدین کی شہادتوں کے نتیجہ میں ان کو کیا کیا دنیاوی اور دینی برکات وصول ہوئیں۔

اس ذکر کے بعد اب میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور انشاء اللہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے لجنہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے، دعاؤں میں بہت بہت یاد رکھیں اور چونکہ بعض احمدی خواتین کے جذبۂ شہادت کا ذکر ہے اس لئے میں خصوصیت کے ساتھ توقع رکھتا ہوں کہ ہماری لجنات اماء اللہ ان کی نیک قربانیوں کی روح کو اپنے سینوں میں ہمیشہ زندہ رکھیں گی اور نسلاً بعد نسل یہ روح آگے منتقل ہوتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان دعاؤں اور التجاؤں کو قبول فرمائے۔

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

سیدنا **حضرت امیرالمومنین خلیفۃالمسیح الرابع** ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے دورہ جرمنی ۱۲رمئی تا ۲۴رمئی ۱۹۹۹ء کی مصروفیات کی ایک جھلک

(رپورٹ: صادق محمد طاہر۔جرمنی+ابو لبیب۔برطانیہ)

(پانچویں و آخری قسط)

۲۲رمئی بروز ہفتہ

احمدی طالبات اور ناصرات الاحمدیہ کے ساتھ مجلس سوال وجواب

آج صبح ساڑھے نو بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایپل ہائم میں ناصرات الاحمدیہ کے ساتھ مجلس سوال وجواب اور نومبایعات کے ساتھ ایک نشست میں شمولیت کی غرض سے مسجد نور فرینکفورٹ سے روانہ ہوئے۔ ساڑھے دس بجے ناصرات الاحمدیہ کے ساتھ مجلس سوال و جواب شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ کے بعد سوال وجواب شروع ہوئے۔ چند ایک خاص سوالات اور ان کے مختصر جوابات اپنی ذمہ داری پر پیش ہیں:۔

☆......کیا احمدی حج کے موقعہ پر غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ احمدی ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا جو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کا انکار کرتا ہے۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ امام کا منکر ہونے کی جرأت کرتا ہے وہ امام ہے ہی نہیں۔ وہ محض نام کا امام ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ اس لئے احمدی حج کے موقعہ پر اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

☆......ایک لڑکی نے سوال کیا کہ ایک جرمن لڑکی جو مسلمان ہونا چاہتی ہے پوچھتی ہے کہ کیا مسلمان ہونے کے بعد سر ڈھانپنا ضروری ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا سر ڈھانپنا تو لازم ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی تعلیم دی ہے۔ اسلام سے پہلے دوسرے مذاہب میں بھی یہ تعلیم تھی۔ عیسائیت میں بھی یہی حکم ہے۔ سر ڈھانپنا عورت کے لئے از حد ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مردوں کے لئے بھی سر پر ٹوپی یا کوئی لباس ہو تو اس سے ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے۔

☆......لوگ کہتے ہیں بائبل اور توراۃ میں بہت تبدیلی ہو چکی ہے۔ ہمیں کیسے پتہ چلے کہ قرآن میں تبدیلی نہیں ہوئی؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بائبل کے متعلق ان کے اپنے محققین کا اعتراف ہے کہ اس میں تبدیلی ہوئی ہے اور ہوتی رہی ہے۔ یہ تو شک سے بالا بات ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے چونکہ یہ ساتھ ساتھ تحریر میں بھی آرہا تھا اور زبانی بھی اسے یاد کیا جارہا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے جب اسے جمع کیا تو تحریر کے علاوہ حفاظ کی زبانی یادداشت سے بھی اسے جمع کیا۔ حضور نے قدرے تفصیل سے اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم ہر قسم کی انسانی دستبرد اور تبدیلیوں سے محفوظ ہے۔

☆......ڈراؤنے خوابوں کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں یہ اطمینان دلایا ہے کہ ڈراؤنے خواب اکثر تو نفس کے خواب ہوتے ہیں۔ انسان کے وہم اور خوف جو دن بھر جاری رہتے ہیں وہی اس میں بھی جاری رہتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی منذر خواب ہوں تو وہ تنبیہ کے طور پر ہوتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دعا کرو، توبہ کرو، استغفار کرو، صدقہ و خیرات کرو تو اس سے بلا کو ٹالا جاسکتا ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ تک یہ مجلس سوال وجواب جاری رہی۔ سوالات وجوابات کا ساتھ ساتھ جرمن زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔

نومبایعات کے ساتھ نشست

گیارہ بج کر چالیس منٹ پر اسی ہال میں نو احمدی مبایعات کے ساتھ ایک نشست منعقد ہوئی جس میں جرمن، افغانی، بوسنین، البانین بچیوں اور مستورات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام اردو میں پڑھ کر سنایا۔ اگرچہ اردو ان کی زبان نہیں تھی لیکن دل کی گہرائی سے پڑھا جانے والا مامور زمانہ کا پاکیزہ کلام جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، آنحضرت ﷺ کی نعت اور اسلام و قرآن مجید کے فضائل پر مشتمل تھا، ایک عجیب وارفتگی پیدا کررہا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی تھی کہ ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی۔ آپ کے پاکیزہ روحانی کلام کے چشمۂ رواں سے آج ہر قوم سیراب ہو رہی ہے۔ پھر مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والی بچیوں نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی نظم "الٰہی مجھے سیدھا رستہ دکھا دے" پڑھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ پروگرام بہت اچھا ہے لیکن اسے صحیح طریق پر ابھی منظم نہیں کیا جاسکا۔ جنہوں نے بھی نظم پڑھی ہے اللہ کے فضل سے اچھی پڑھی ہے مگر اور محنت ہوتی تو جو اچھی کلاسیکل آوازیں ہیں ان کی نقل اتار سکتی تھیں۔ یہ خیال بہت اچھا ہے اس سے انشاء اللہ اردو کلاس میں بہت مدد ملے گی۔ آپ کی کیسٹ کو جہاں تک ممکن ہوا اردو کلاس میں سنا کر اس کا ترجمہ بھی بتاؤں گا۔ حضور نے فرمایا کہ لندن واپس جا کر اس سے زیادہ قومیت کے بچوں کو منظم کراؤں گا تاکہ کثرت سے مختلف قومیتوں کی آواز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ سنا سکیں۔

اس اجلاس کے آخر پر حضور نے دعا کرائی اور پھر واپس فرینکفورٹ تشریف لے گئے۔ جہاں حضور ایدہ اللہ نے نماز ظہر و عصر مسجد نور میں پڑھائیں۔

البانین افراد کے ساتھ مجلس سوال وجواب

۲۲رمئی ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ مسجد نور فرینکفورٹ سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک مقام Hergershallsen کے سٹی ہال میں البانین افراد کے ساتھ ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد ہوا جس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہمانوں کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ شام ساڑھے چھ بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے البانین ترجمہ کے بعد ایک پاکستانی بچی کے ہمراہ دو البانین بچیوں نے سفید شلوار قمیص میں ملبوس اور سر پر دوپٹہ لئے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پر معارف منظوم کلام "حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی" سے چند اشعار نہایت ترنم اور خوش الحانی سے پڑھے۔ ان بچیوں کا غیر زبان میں اس محویت سے کلام پڑھنا دلوں پر ایک عجیب پر مسرت کیفیت طاری کررہا تھا اور سفید پرندوں کی زبانوں پر امام وقت کے کلام کا جاری ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دی جانے والی خوشخبریوں کی صداقت کا حسین ثبوت پیش کررہا تھا۔

اس کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا جو کہ محترم ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب کے پاس حضور کی تشریف آوری سے قبل بعض حاضرین نے تحریری طور پر جمع کروا دئے تھے۔ چنانچہ ان سوالات اور جوابات کا البانین ترجمہ محترم زکریا خان صاحب نے ہی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان میں سے چند ایک سوالات اور ان کے جوابات خلاصۃً احباب کے ازدیاد علم و ایمان کی خاطر اپنی ذمہ داری پر پیش ہیں۔

☆......بلقان میں جو جنگ لڑی جا رہی ہے خصوصیت سے بوسنیا اور کسووا میں کیا اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو مکمل طور پر ختم کردیا جائے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مقصد تو اس سے کچھ ملتا جلتا ہی ہے۔ جہاں تک سربیا کے لیڈر ملاسووچ کا تعلق ہے وہ نفسیاتی لحاظ سے شدید بیمار ہے۔ دس سال پہلے اس نے یہ بیہودہ اعلان کیا تھا کہ مسلمانوں کو مٹا دیا جائے۔ بدقسمتی سے جو جوابی کارروائی ہورہی ہے اس کا بھی یہی نتیجہ نکل رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مسلمانوں کو کلیۃً مٹانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مگر ابتداء میں شدید نقصان ضرور پہنچا سکتے ہیں جو وہ پہنچا رہے ہیں۔

☆......کسووا کی لڑائی کے متعلق یہ سنا جاتا ہے کہ یہ ایک مذہبی لڑائی ہے۔ آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

حضور نے فرمایا کہ ایک پہلو سے تو یہ بالکل درست ہے جیسا کہ میں نے ابھی جواب دیا ہے کہ مسلمانوں کے دشمن ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو مٹانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اس پہلو سے تو یقیناً یہ مذہبی لڑائی ہے۔ اور جو مظلوم مقابلہ کررہے ہیں اور اس راہ میں مارے جارہے ہیں وہ میرے نزدیک شہید ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ پائیں گے۔ لیکن ایک پہلو سے دیکھا جائے تو یہ بیچارے عملاً اسلام سے بہت دور ہٹ چکے تھے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کا بھی پہلے یہی حال تھا۔ اس پہلو سے جب انہیں مسلمان سمجھ کر ان پر حملہ کیا گیا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اسلام ان کے اندر بیدار ہو گیا ہے۔ اس پہلو سے نقصان کے اندر فائدہ بھی ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں شدید صدمہ ہے کہ بڑی تعداد میں ان کے مسلمان بھائی مارے جارہے ہیں اور روحانی لحاظ سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اسلام ان کے اندر بیدار ہورہا ہے۔

☆......کوسووا کی حمایت میں عالمی رائے کیا ہے اور بالخصوص اسلامی ممالک کی کیا رائے ہے؟۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جہاں تک اسلامی ممالک کا تعلق ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ ان کو بھی دکھ ضرور ہے اور تکلیف محسوس کرتے ہونگے۔ جہاں تک باقی دنیا کا تعلق ہے ان کی ہمدردیاں سوائے چین اور روس کے لازم ہے کہ کسوون کے ساتھ ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اسلامی ممالک نے عملاً وہ خدمت سرانجام نہیں دی جو ان کو کرنی چاہئے تھی۔ اگر کرتے تو آج کے بحران سے بہت پہلے سے کسوون کی اتنی مدد کر سکتے تھے کہ وہ ایک بہت عظیم قوم کے طور پر ابھر سکتے تھے کہ پھر ان پر حملہ کی جرأت کم ہوتی لیکن ان کی بلا سے جو گزر جائے، گزر جائے۔ بعد میں جب لڑائی ہو تو پھر

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

زبانی جمع خرچ کرتے ہیں۔ معمولی مالی مدد دیتے ہونگے لیکن جیسا کہ خدا نے انہیں دولت سے نوازا ہے اگر اس کا سوواں حصہ بھی اہل کسووا کے لئے خرچ کرتے تو کسوون کی یہ حالت نہ ہوتی۔

☆......کیا البانین لوگ بلقان میں اپنے بدترین دشمن سے نجات پالیں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے تو یقین ہے کہ نجات پالیں گے۔ سب سے بڑی وجہ اس سے نجات کی یہ ہے کہ چونکہ اسلام کی وجہ سے انہیں نشانہ بنایا گیا ہے اس لئے ساری دنیا میں جماعت احمدیہ روزانہ بلاناغہ دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ظالموں سے نجات دے۔ اس لئے اس دعا کے نتیجہ میں نجات ملے گی۔ اسکے بعد وہاں اسلام کی بنیادیں از سرنو رکھی جائیں گی۔ اللہ کرے کہ وہ وقت جلد آجائے۔

☆......اس سوال کے جواب میں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص وحی و الہام پائے؟

حضور نے فرمایا کہ وحی والہام کا جاری ہونا قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور قرآن کریم جب وحی کو جاری رکھ رہا ہے تو کسی کا حق نہیں ہے کہ وحی کو بند کردے۔ حضور نے فرمایا کہ خاص طور پر آپ پر جو مظالم ہو رہے ہیں آپ میں سے جو بھی اللہ کی خاطر صبر واستقامت دکھاتا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی خوشخبری ہے کہ اس پر وحی والے فرشتے نازل ہونگے۔ حضور ایدہ اللہ نے آیات کریمہ "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۤئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا ...."(حٰم سجدہ: ۳۱۔۳۳) تلاوت کی اور ان کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جو رَبُّنَا اللّٰه کہہ کر پھر اس پر قائم ہو جاتے ہیں یعنی جس طرح آپ نے جھوٹے رب ملاسووچ کا انکار کر دیا۔ پھر جو صبر کرتے ہوئے اس بات پر قائم رہتے ہیں ان پر خدا کے کلام کے مطابق کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں بولنے والے، باتیں کرنے والے اور وہ کہتے ہیں تم کوئی خوف نہ کرو اور کوئی غم نہ کھاؤ۔ ہم تمہارے دوست اور ساتھی ہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ ان آیات کریمہ سے اور بعض دوسری آیات کریمہ سے وحی کا جاری رہنا قطعی طور پر ثابت ہے لیکن حضرت جبرائیل کا براہ راست اترنا یہ الگ مضمون ہے۔ جبرائیل براہ راست صرف انبیاء پر اترتے ہیں۔ وہ سارے نظام کے سربراہ ہیں اس لئے چھوٹی وحی بھی ان کے تابع آتی ہے۔

حضور انور نے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا اس کے علاوہ قرون اولیٰ میں بھی آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد قطعیت سے یہ بات ثابت ہے کہ خلفاء پر وحی اتری اور اس وحی کے کثرت سے گواہ ہیں۔ حضرت عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو اچانک مضمون بدل گیا اور آپ نے فرمایا: يَا سَارِيَةَ الْجَبَل، يَا سَارِيَةَ الْجَبَل۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک لشکر دور لڑائی میں مصروف تھا تو ان کو متوجہ کرنے کے لئے فرمایا کہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اصل میں دشمن چاہتا تھا کہ پہاڑ کی طرف آگے بڑھ جائیں اس سارے لشکر نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کو سنا۔ انہوں نے اپنا آدمی بھیجا تو پتہ چلا کہ اس وقت خطبہ میں موجود سارے صحابہ بھی گواہ ہیں۔ پس آنحضرت ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری رہا مگر جبرائیل کے متعلق وہی بات ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔

☆......ایک سوال محترم ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب کے البانیہ کی امداد کے متعلق سفر کے بارہ میں تھا جس پر حضور انور نے انہیں اس کی تفصیلات بتانے کا ارشاد فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ ان کی ٹیم جو پاکستانی اور البانین افراد پر مشتمل تھی تین دن تک ایک شہر میں رہ کر ان کی ضروریات کا جائزہ لیتی رہی اور اشیاء ضروریات زندگی فراہم کرتی رہی جس سے مقامی لوگ بہت خوش ہوئے اور اس قدر متاثر تھے کہ واپسی پر اشکبار آنکھوں کے ساتھ جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہوں نے الوداع کہا۔

اس ضمن میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت جرمنی کی طرف سے مسلسل ایسے وفود جا رہے ہیں جو خالصتاً امدادی ہیں عام شہری ہیں کوئی عالم دین نہیں ہوتا۔ وہ وہاں امداد کرتے ہیں اور اس کا اللہ کے فضل سے اتنا اچھا اثر پڑا ہے کہ ایک علاقے کی حکومت کا پیغام ملا ہے کہ آپ کا کام نمونے کا کام ہے۔ آپ کے سب لوگ نظم وضبط میں بھی نمونہ ہیں پس آپ ہمارے سارے کام سنبھال لیں جو پیسہ ہے وہ جماعت احمدیہ خرچ کرے۔ چنانچہ تین ماہ کے لئے انہوں نے معاہدہ کیا ہے جسے جماعت نے بڑی خوشی سے قبول کیا ہے۔ اگر تین ماہ کے بعد بھی ان کی خواہش ہوگی تو جماعت وہ فرض ادا کرے گی۔

☆......البانیہ کے اسلامی یونین میں شامل ہونے کی بناء پر حالیہ جنگ میں اسلامی یونین کے کردار کے متعلق ایک استفسار کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ البانیہ نے اسلامی یونین میں شامل ہو کر اپنی طرف سے اچھا قدم اٹھایا ہے لیکن ان کو کیا فائدہ ہوا ہے، کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ یورپ کو البانیہ کی مدد اس پس وپیش میں ڈالتی ہے کہ کہیں البانیہ پر بنیاد پرستوں کا قبضہ نہ ہو جائے۔ اس لئے البانیہ کا یہ قدم بظاہر ان کے لئے فائدہ مند ہے لیکن عملاً اگر غور سے دیکھا جائے تو ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن شکر کا پہلو یہ ہے کہ اسلامی یونین نے وہ رسپانس نہیں دکھایا جو انہیں دکھانا چاہئے تھا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ یورپ کا یہ تاثر ہے کہ خالی یہ مونہہ کی باتیں ہیں اور عملاً اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ جیسا یہ لوگ پہلے ہمارے ہاتھ میں تھے اسی طرح اب بھی رہیں گے۔

☆......ان لوگوں کے بارہ میں آپ کی ذاتی رائے کیا ہے جو نومولود بچوں کو مار کے ان کو جلا دیتے ہیں؟

اس سے متعلق حضور نے فرمایا کہ وہ اپنے لئے جہنم تیار کرتے ہیں۔ نومولود بچوں کو جلانا یا بڑوں کو جلانا نتیجہ کے لحاظ سے ایک ہی بات ہے۔ نومولود کو جلانا زیادہ سخت ظلم دکھائی دیتا ہے کیونکہ وہ بیچارہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔ نومولود کو مار کر جلانا یا بڑوں کو مار کر جلانا اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ اپنے لئے جہنم تیار کرتے ہیں۔

☆......ایک سوال یہ کیا گیا کہ جنگ کی وجہ سے کوسووا کے البانین ایک لمبے عرصہ تک عبادت نہیں کر سکے کیا اب بھی اللہ ہماری مدد کرے گا؟

حضور نے فرمایا کہ جنگ کی وجہ سے عبادت نہ کر سکنے کی بات غلط ہے۔ اگر وہ پہلے ہی سے عبادت کرتے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے جنگ کے حالات بدل سکتا تھا۔ نام کی عبادت اور چیز ہے اور سچ مچ کی خدا کی عبادت کرنا اور بات ہے اور خدا تعالیٰ ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی اس کی سچی عبادت کرنے والوں کو ہلاک کر سکے۔ اس کی مثال جنگ بدر کی دیتا ہوں۔ باوجودیکہ مسلمان تھوڑے تھے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کے نتیجہ میں حالات بدل گئے۔ وہ دعا کیا تھی کہ اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کو جنہیں میں نے عبادت کے گر سکھائے ہیں ان کو اگر تو آج ہلاک ہونے دے تو پھر دنیا میں تیری کبھی عبادت نہیں کی جائے گی۔ یہ اتنی سچی اور گہری دعا تھی کہ خدا نے اپنی ساری قدرت کو استعمال کیا اور ساری کائنات کی ہر چیز کو مسلمانوں کے حق میں کر دیا۔

حضور نے فرمایا کہ کسووا اور البانیہ کے حالات میں مسلمانوں نے عملاً عبادت کھو دی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ جنگ کے دنوں میں تو عبادت اور بھی فرض ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عین جنگ کے دنوں میں عبادت کی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ ان سب باتوں کو سمجھ کر البانین اور کسوون مسلمان اپنے لئے نئی راہیں تراشیں گے جو ان کو خدا کی طرف لے جا سکیں۔

☆......ایک سوال یہ کیا گیا کہ ہم نے کسووا میں اپنے مولویوں سے یہ بات سنی ہے اور اسلامی لٹریچر میں یہ بات پڑھی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پھر جماعت احمدیہ نے کیسے اپنے لئے نبی بنایا ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ نے کوئی نبی نہیں بنایا۔ نبی تو خدا ہی بنایا کرتا ہے۔ اگر جماعتیں نبی بنائیں تو وہ ناکام ہو جایا کرتے ہیں اور خدا انہیں ذلیل ونامراد کرتا ہے۔ اور جسے ہم نے نبی مانا ہے وہ تو دنیا میں ہر جگہ کامیاب ہو رہا ہے اور پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ اس لئے سوال کو درست کرنا چاہئے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تو پھر خدا نے نبی کیوں بھیجا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا مولویوں نے آپ کو غلط باتیں پڑھائی ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضور نے اجلاس کے آغاز میں تلاوت کردہ آیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں بھی میثاق النبیین کا ذکر تھا کہ اگر کوئی ایسا رسول آئے جو میرے بھیجے ہوئے کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ ثابت ہوا کہ امتی نبی آسکتا ہے جو نہ قرآن میں تبدیلی کرے بلکہ اس کی تصدیق کرے اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کا غلام اور مطیع ہو ایسا نبی آسکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا مگر امتی نبی بنایا۔ امت محمدیہ پر قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا بنایا۔

حضور نے فرمایا کہ جس میثاق النبیین کا حوالہ دیا گیا ہے یہ قرآن کریم میں درج ہے۔ بعض علماء عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے لوگوں سے میثاق لیا گیا تھا اور مطلب یہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ آئیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا۔ یہ درست ہے مگر اسی سورۃ الاحزاب میں جس میں آیت خاتم النبیین ہے میثاق النبیین کا بھی ذکر ہے اور یہ ذکر ہے کہ پرانے نبیوں سے بھی میثاق لیا اور مِنْكَ تجھ سے بھی۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آنا تھا جو سو فیصد آپ کا غلام اور مطیع اور امتی ہونا تھا تو اس میثاق کے آنحضورؐ سے لینے کا کوئی مطلب نہیں تھا جب تک ایسے نبی کے آنے کی قطعی پیشگوئی نہ ہوتی۔

☆......ایک صاحب نے تحریری طور پر جماعت احمدیہ کے امام یعنی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی جرمنی میں آمد پر خوش آمدید کہا اور کوسووا کے مظلومین کی امداد کرنے پر شکریہ ادا کیا تھا جس پر حضور انور نے فرمایا، جزاک اللہ۔ یہ آپ کے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہے لیکن جو مدد خدا کی خاطر کی جائے اس کی جزا اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور جو خدمت کرتا ہے وہ شکریہ کی خواہش نہیں رکھتا بلکہ شکریہ ادا کرنے پر شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی وہ نہیں کر سکا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلَا شُكُوْرًا۔

☆......ایک البانین مہمان نے کہا کہ ہم کسووا کے البانین اپنے وطن کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ ہم اپنے مسائل کو حل کرنے میں اتنے منہمک رہے کہ ہم حقیقی رنگ میں عبادت نہیں کر سکے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جن مسائل کے حل کی خاطر آپ نے عبادت سے منہ موڑا ہے ان مسائل کے حل کے لئے پہلے سے زیادہ عبادت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو عین جنگ لڑتے ہوئے عبادت کی ہے۔ آپ لوگوں کے لئے نمازیں پڑھنے کی راہ میں کوئی روک نہیں۔ نمازیں پہلے سے زیادہ پڑھنی چاہئیں کیونکہ نماز کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگیں تو خدا سے زیادہ مدد نصیب ہوگی۔ آپ اگر واقعۃً اپنے مقصد سے ہمدردی رکھتے ہیں تو اپنے ماحول اور زیر اثر لوگوں کو عبادت کی طرف بلائیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جو دعویٰ ہے کہ مشکل کے وقت عبادت کا وقت نہیں ملتا اصل معاملہ اس کے بالکل الٹ ہے۔ مشکل کے وقت ہی تو انسان کا دماغ عبادت کی طرف جایا کرتا ہے۔ یہ انسانی نفسیات کا گہرا گر ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن

مجید میں توجہ دلاتا ہے کہ جب کشتی سمندر میں ہو اور طوفان گھیر لے تو اس وقت مشرک و دہریہ بھی اللہ کو پکارتا ہے۔ اور جب وہ خدا کو بلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بچا بھی لیتا ہے لیکن جانتا ہے کہ جب طوفان ہٹ جائیں گے تو پھر یہ خدا کو بھول جائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اب جو خدا یاد آیا ہے تو اسے بعد میں بھول نہ جائیں۔ جو خدا اب یاد آیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لیں اور اسے کبھی نہ بھولیں۔

☆......ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا کوئی ایسی اسلامی حکومت دنیا میں موجود ہے جہاں عملاً قرآن کریم کی تعلیمات اختیار کی جاتی ہیں۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو وہ کونسی حکومت ہے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا میرے علم میں کوئی بھی اسلامی سٹیٹ نہیں ہے جہاں عملاً قرآن کی حکومت ہو۔ وہاں سیاستدان کی حکومت ہے یا ملاّں کی۔ لیکن لازماً ایک دن اسلامی حکومت قائم ہوگی اور جماعت احمدیہ اسی کے لئے کوشش کر رہی ہے اور امید رکھتا ہوں کہ اگلے چند سالوں میں اللہ جماعت کو ایک نمونہ کی حکومت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ وہ کہاں ہوگی؟ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بظاہر تو افریقہ اس سلسلہ میں آگے نکلا ہوا لگتا ہے مگر میں آپ کے حق میں دعا کرتا ہوں کہ کیوں نہ البانیہ وہ حکومت بن جائے جہاں قرآن پر مبنی حکومت قائم ہو۔ حضور نے فرمایا کہ آپ کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے اگر آپ احمدی ہو جائیں۔ انشاء اللہ۔

☆......کیا یہ ممکن ہے کہ جو کسووِن گھر سے بے گھر ہوئے ہیں واپس اپنے گھروں میں جائیں اور کیا وہ دوبارہ امن کے ساتھ رہ سکیں گے؟

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ ممکن ہی نہیں بلکہ ضرور ایسا ہوگا۔ ان کو ضرور واپس لوٹنا ہے انشاء اللہ۔ مگر وہ نمونہ اختیار کریں جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوںؓ نے مکہ سے ہجرت کے نتیجہ میں اختیار کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں اللہ نے وعدہ کیا تھا کہ میں ضرور تجھے مکہ میں واپس لاؤں گا۔ پس آنحضرت ﷺ کی سنت موجود ہے۔ اگر آپ کو واقعی وطن سے محبت ہے اور واقعی واپس جانا چاہتے ہیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نمونہ قائم کر دیا ہے۔ اپنا منہ کسووا کی طرف رکھیں کہ اے خدا ہمیں کسووا کی طرف واپس لے جا۔ عبادت اور دعائیں کرتے رہیں۔ مجھے امید ہے کہ خدا ضرور لے جائے گا۔ اگر یہ نہ بھی کریں تو مجھے یہ یقین ہے کہ آپ واپس تو جائیں گے مگر وہ واپسی بے معنی ہوگی۔ اگر امریکہ یا یورپ رہ کر ان کی غیر اسلامی اقدار اپنا لیں تو پھر خواہ وہاں رہیں یا واپس جائیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

☆......کیوں اسلامی ممالک نے ہمیں ریفیوجی کی حیثیت سے قبول نہیں کیا سوائے ترکی کے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟

حضور ایدہ اللہ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ تو بڑے افسوس کی بات ہے اور اس کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں کہ آپ نے تو اسلام کی خاطر اسلامی یونین سے اتحاد کیا مگر آپ کی خاطر وہ اقدام نہیں کر رہے۔ اسلامی ممالک کو چاہئے تھا کہ اگر وہ کھلے دل سے آپ کا استقبال کرتے تو ایسا کرنے سے آپ کو غیر ملکوں میں جانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ان کے پاس روپیہ ہے، وسائل ہیں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے یہ اچھا ہی ہو گیا کیونکہ اگر وہاں جاتے تو اسلام کا غلط تصور سیکھتے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تصور اسلام کے خلاف ایک تصور آپ پر غالب آ جاتا اور مغربی حکومتیں یہ سمجھتیں کہ آپ بنیاد پرست بن کر واپس لوٹے ہیں اور وہ آپ کے خلاف ہوتیں۔ اس لئے بظاہر بُرا ہوا ہے لیکن فی الحقیقت اچھا ہی ہوا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس سوال کرنے والے کو غلط فہمی ہے کہ ترکی نے بطور مسلمان ملک کے آپ کو قبول کیا ہے۔ یہ درست نہیں۔ ترکی یورپ کا حصہ ہے اور نیٹو کا ممبر ہے اور اس نے نیٹو کے ممبر کی حیثیت سے آپ کو قبول کیا ہے۔ اور ترکی میں تو حال یہ ہے کہ اسلام کے نام پر وہاں لڑکیوں کو سر پر دوپٹہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

اس کے بعد تحریری سوالات چونکہ ختم ہو چکے تھے اور مقررہ وقت سے بھی زائد وقت ہو چکا تھا مگر حضور انور کو جب ڈاکٹر محمد زکریا خان صاحب نے بتایا کہ سوالات ختم ہو چکے ہیں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ہال خالی کر کے فوراً نہیں دینا تو آپ مزید سوالات کر سکتے ہیں۔ حاضرین کی دلچسپی کے ساتھ ساتھ حضور انور بھی اس مجلس سے محظوظ ہوتے رہے تھے لہذا حضور کی دعوت پر ایک صاحب نے سوال کیا۔

☆......انہوں نے کہا کہ انہیں کچھ عرصہ ترکی میں رہنے کا موقع ملا ہے۔ وہاں پر ایک جگہ حضور اکرم ﷺ کے جوتے دیکھے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ شکرانے کے طور پر نوافل پڑھتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

حضور نے فرمایا کہ جہاں تک آنحضرت ﷺ کے لباس یا بالوں یا جوتی کا تعلق ہے اس میں شک نہیں کہ سب سے بڑا خزانہ ترکی میں ہے مگر سوال یہ ہے کہ وہ اصل ہے بھی یا نہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کشمیر میں ایک علاقہ ہے جسے حضرت بل شریف کہتے ہیں جہاں حضور اکرم ﷺ کے بال کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کی لوگ حفاظت کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کی خاطر مسلمانوں نے ہندو فوجوں کے حملہ کے مقابلے میں قربانیاں بھی دی ہیں مگر وہ بال موٹا ہے اور جیسا کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے بال ریشم کی طرح نرم تھے۔ حضور نے فرمایا کہ لیکن جو مسلمان اخلاص کے ساتھ اس بات پر شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول کے لباس اور بال وغیرہ کی زیارت کی انہیں توفیق ملی ہے تو ان کے اس اخلاص کی اللہ انہیں ضرور جزا دے گا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی نہایت محبت بھری نصائح اور دلنشین انداز بیان اور آپ کی بابرکت صحبت کا تمام حاضرین پر ایک گہرا اثر تھا۔ آپ کی نظریں ان مظلوم مہاجرین کسووِن البانین پر دعائیں بن کر پڑ رہی تھیں اور ایک عجیب قسم کی سکینت دلوں پر اترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔ آپ زیادہ سے زیادہ وقت ان میں گزارنا چاہتے تھے۔ جب تمام سوالات ختم ہوگئے تو حضور نے فرمایا کہ اگرچہ پروگرام میں تو یہ شامل نہیں مگر میری درخواست ہے کہ دعا کریں۔ دعا کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے۔ آپ کے حالات درست ہونے کے لئے میرے دل میں بڑا درد ہے۔ میں آپ کے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر پرسوز اجتماعی دعا کروائی۔ پھر حالیہ دورہ جرمنی کی اس آخری مجلس سوال و جواب کے اختتام پر تمام حاضرین کو خدا حافظ اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ کر مسجد نور فرینکفورٹ تشریف لے گئے جہاں مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

☆......☆......☆

۲۳ر مئی ۱۹۹۹ء بروز اتوار

لجنہ اماء اللہ سے اختتامی خطاب

آج صبح ساڑھے گیارہ بجے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، لجنہ اماء اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے مقام پر تشریف لے گئے اور انہیں خطاب فرمایا جس میں حضور نے سورۃ فاتحہ کی اہمیت و برکات اور اس کی پر معارف تشریح بیان کرتے ہوئے اس سے کماحقہ استفادہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس ضمن میں حضور نے احادیث نبویہ اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے بعض اقتباسات بھی پیش فرمائے جن سے اس مضمون کی اہمیت مترشح ہوتی ہے۔ اس مختصر خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس مسجد نور فرینکفورٹ تشریف لائے جہاں ظہر و عصر کی نمازیں پڑھائیں۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ بجے شام سے ۹ بجے تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ چنانچہ اس موقع پر ۵۵ فیملیز کے ۲۳۴ مرد و زن اور بچے اپنے پیارے آقا کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہوئے اور حضور انور کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ ملاقاتوں کے اس دورانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب (نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی) کے ہاں تشریف لے جا کر ان کے گھر کو رونق اور برکت بخشی۔ واضح رہے کہ حضور انور نے موصوف کی دختر کے نکاح کا اعلان ناصر باغ میں ۲۰ر مئی کو کیا تھا اسی سلسلہ میں محترم ماسٹر صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ نے اپنے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں درخواست کی تھی جسے حضور پر نور نے از راہ شفقت قبول فرمایا اور اہل خانہ کو اس خوش قسمتی سے حصہ پانے کا اعزاز حاصل ہوا۔

۲۴ر مئی ۱۹۹۹ء بروز سوموار

انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ دورہ جرمنی کے آخری روز بھی اپنے احباب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ چنانچہ آج صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک ۵۵ خاندانوں کے ۲۵۰ احباب و خواتین اور بچوں نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

اس کے بعد مختلف شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے والے خصوصاً حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورہ میں خدمات بجا لانے والے کارکنان کے ساتھ فوٹوگرافی کا پروگرام تھا۔ چنانچہ پیارے آقا نے اپنے خدام کو یہ شرف بخشا اور نماز ظہر و عصر کی ادائیگی سے قبل مسجد نور میں تشریف لا کر ان کو اپنے ساتھ تصاویر بنوانے کا اعزاز بخشا۔

مسجد نور سے روانگی، اختتام دورہ

مندرجہ بالا مصروفیات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس دورہ کی آخری مصروفیات تھیں۔ چونکہ آج حضور نے جرمنی سے لندن کے لئے واپسی کا سفر اختیار کرنا تھا لہذا کثیر تعداد میں احمدی احباب و خواتین جمع ہوگئے تا کہ اپنے پیارے امام کو الوداع کہنے اور ایک جھلک دیکھ کر قلب و روح کی پیاس بجھانے کے سامان کر سکیں مگر یہ پیاس تو مزید بھڑکتی ہے اور یہی اس کے زندہ رہنے کی علامت ہے کہ شوق دیدار بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

پروگرام کے مطابق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روانگی کے لئے مسجد نور کے صحن میں جلوہ افروز ہوئے تو متعدد احباب جن کی تعداد ڈیڑھ صد سے متجاوز ہوگی اپنے پیارے اور محبوب آقا کو الوداع کہنے کی غرض سے جمع تھے۔ چنانچہ حضور پر نور نے از راہ شفقت تمام مرد احباب کو شرف مصافحہ بخشا، بچوں کو پیار دیا، ان کے ساتھ دل لبھانے والی باتیں کیں اور دعا کروانے کے بعد عازم سفر انگلستان ہوئے۔

رات حضور انور ایدہ اللہ بلجیم مشن ہاؤس میں قیام فرمایا اور اگلے روز بخیریت لندن میں ورود فرما ہوئے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

ہماری عید

"ہماری سب سے بڑی عید اسی وقت ہوگی جب اسلام دنیا کے کناروں تک پھیل جائے گا اور دنیا کے کونہ کونہ سے اللہ اکبر کی آوازیں اٹھنا شروع ہو جائیں گی"۔

(خطبہ عیدالفطر ۷ر اگست ۱۹۴۸ء یارک ہاؤس۔ روزنامہ الفضل ۱۵ر مارچ ۱۹۶۱ء)

بقیہ:شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی از صفحہ نمبر ۴

نہ کیا۔ وہ شخص جس نے تمام عمر ادب کی خدمت میں گزار دی، جس نے ہمارے ادب کو گم گشتہ خزینوں سے مالامال کیا، جو خلوص اور عمل کا پیکر تھا اور جس کی اصابت رائے کے اپنے اور پرائے سب قائل تھے اور تورخم سے کراچی تک جس کی رائے ادب میں وقیع سمجھی جاتی تھی، دنیائے ادب اس ذات گرامی سے ایسی بے اعتنائی برتے "تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو"۔

اچھا میرے بھائی اب اجازت۔ کچھ ذہن کا بوجھ ہلکا ہو گیا"۔

بعض سر برآوردہ احمدی احباب کے تعزیتی خطوط

جھنگ صدر کے نہایت متدین، متقی و پرہیز گار احمدی بزرگ محترم میاں ناصر علی تمیم صاحب تحصیلدار محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کے جگری دوست تھے۔ دونوں میں دوستی اس وقت پروان چڑھی تھی جب محترم شیخ صاحب اپنی جوانی کے زمانہ میں بسلسلہ ملازمت کئی سال جھنگ صدر میں مقیم رہے تھے۔ آپ اس زمانہ میں وہاں سے شائع ہونے والے ماہنامہ "عروج" کے ایڈیٹر تھے۔ محترم میاں ناصر علی صاحب کو اپنے عزیز دوست محترم شیخ صاحب موصوف کی وفات پر دلی صدمہ ہوا۔ آپ نے جو تعزیتی خط ارسال فرمایا وہ چھ صفحات پر مشتمل تھا۔ اس میں آپ نے محترم شیخ صاحب کی سیرت کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا۔ چند اقتباسات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔ آپ نے رقم فرمایا:

(۱) کامیاب و کامگار مردِ مومن کی زندگی کا عکس جمیل

۱...... شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی بفضل اللہ تعالیٰ ایک کامیاب و کامگار مرد مومن کی زندگی گزار گئے اور سارے ملک میں ایک ایسا حسین اور نافع ذکر چھوڑ گئے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے رب العزت کے حضور ان کے درجات بڑھاتا رہے گا"

۲...... "محترم شیخ صاحب کا توکل، استغناء اور وضعداری کا مقام بہت بلند تھا۔ (جب آپ اوائل میں جھنگ میں تشریف لائے) سردیوں کے ایام تھے۔ کسی کو علم نہ تھا کہ آپ گرم بستر ہمراہ نہیں لائے۔ محنت اور مجاہدہ کی عادت آپ میں بدرجہ کمال تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپ نے کئی راتیں میز کرسی پر ہی لکھنے پڑھنے کے انہماک میں گزار دیں۔ بستر کی احتیاج سے اس ہمت و شان سے استغنا دکھایا کہ کسی کو خبر نہ ہونے دی۔ سبحان اللہ"۔

۳...... "ہمارے پیارے بھائی صاحب مرحوم کی خوبیاں بیان سے باہر ہیں۔ عشق رسول ﷺ نے شیخ صاحب کے اطوار و شمائل میں عجیب دلکشی پیدا کر دی تھی۔ آپ اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کی ہر ادا کا نقش لینے کے حریص تھے۔ مہمان نوازی کا خاصہ آپ کی سرشت میں داخل تھا۔ جتنا عرصہ جھنگ میں رہے آپ کا دسترخوان کسی نہ کسی رنگ میں احباب کو فرحت بخشتا رہا"۔

۴...... "یوں تو وہ ہمیشہ ہی اپنے آپ کو پابہ رکاب سمجھتے تھے مگر ان کے آخری چند سالوں کے خطوں میں یہ ذکر نمایاں ہوتا تھا کہ وہ اب چند ساعت ہی کے مہمان ہیں۔ حضرت رسول کریم ﷺ کی محبت شیخ صاحب کے دل میں شعلۂ آتش کی طرح فروزاں تھی۔ ایک خط میں کمال تڑپ اور حسرت سے لکھا کہ اب تو دل یہی چاہتا ہے کہ سیدالکونین ﷺ کے قدموں میں جگہ ملے۔ اپنے دو ایک رؤیا بھی لکھے جن میں یوم حشر کا منظر دکھایا گیا اور اپنے آپ کو محبان رسول اللہ ﷺ کے زمرہ میں دیکھا۔ جمعہ کے روز آپ کا جنازہ ربوہ پہنچا اور اسی جمعہ کے خطبہ میں خدا کے محبوب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم شیخ صاحب اور محترم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کا ذکر "ہمارے پیارے بھائیوں" کے پر محبت الفاظ سے فرمایا۔ سبحان اللہ کیا مبارک اور رشک انگیز انجام ہے"۔

(۲) علم کی وہ خدمت کی جس کی نظیر نہیں ملتی

نوبل انعام یافتہ مشہور عالم مایہ ناز سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اپنے والد کے اس عزیز دوست کی وفات پر جو تعزیتی خط ارسال فرمایا اس میں محترم شیخ صاحب کی علمی خدمات کو سراہتے ہوئے اور ان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

"حضرت شیخ صاحب ایک نمونہ تھے جس کا میں کئی بار اپنے لیکچروں میں ذکر کر چکا ہوں۔ ایک صحیح عالم جسے علم کا نشہ ہو، ایسے سخت حالات میں بھی جن سے شیخ صاحب دوچار تھے، بے نیازی کے ساتھ علم کی خدمت کر سکتا ہے۔ ہم اپنے نوجوانوں کو تحقیق کے لئے آسائشیں بہم پہنچاتے ہیں، Air Conditionar مہیا ہوتے ہیں، ہر قسم کا سامان ہوتا ہے لیکن وہ پھر بھی کچھ کر نہیں پاتے۔ حضرت شیخ صاحب نے سخت صعوبتیں اٹھائیں لیکن اس کے باوجود علم کی وہ خدمت کی جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو"۔

(۳) تاریخ ادب میں بہت بڑا مقام حاصل کرنے والا قیمتی وجود

جماعت احمدیہ کے بلند پایہ نہایت مخلص خادم، ملک کے نامور ماہر تعلیم اور دانشور محترم پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے۔(کینٹب) نے اپنے تعزیتی مکتوب محررہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۷۲ء میں رقم فرمایا:

"حضرت شیخ صاحب مرحوم کی زندگی اور ان کا کردار اور ان کا کام یہ سب زمانہ کے لئے نشان تھے۔ میں اگرچہ ان کی صحبت اور معیت میں کبھی نہیں رہا لیکن میری خوش قسمتی یہ ہے کہ کافی عرصہ سے انہیں دیکھنا شروع کیا۔ مجھے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی مجلس میں بیٹھنے کے بیشمار مواقع ملے۔ ان سے مل کر کام کرنے کی توفیق بھی ملتی رہی۔ انہی کی مجالس میں حضرت شیخ صاحب مرحوم کا ذکر سنا۔ کیا ہی بھرپور، بابرکت، مفید ملت اور قائم رہنے والی زندگی آپ کو نصیب ہوئی۔ ایک طرف تاریخ ادب میں اتنا بڑا مقام حاصل کیا، دوسری طرف سلسلہ کی خدمت کے میدان میں وہ وہ کام کئے جو۔ اگر وہ نہ کرتے۔ تو بالکل نہ ہوتے اور ہم ان سے محروم رہتے۔ حضرت میر صاحبؓ کا علمی فیض جماعت کو آپ ہی کے ذریعہ پہنچا۔ درثمین فارسی کا اردو ترجمہ، رسالہ مقطعات، آپ (یعنی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ) کا مجموعہ کلام نیز آپ بیتی وغیرہ وغیرہ سب کچھ آپ کے ذریعہ شائع ہوا اور آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ۔ آپ نے کتابوں کے ریویو کرنے کا اسلوب سکھلایا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایک خاندان کو اخلاص اور اعلیٰ تربیت کے حسن سے آراستہ کر کے اپنی یادگار چھوڑا۔

۱۹۴۷ء کی تقسیم کے وقت کئی کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے کروائے۔ غالباً سب سے بڑا کام اس وقت کی نزاکت کے لحاظ سے انگریزی تفسیر کے طبع شدہ فرموں کو بحفاظت قادیان سے لاہور اپنی نگرانی میں لانا تھا۔ مجھے وہ نظارہ خوب یاد ہے جب شیخ صاحب مرحوم یہ قیمتی سرمایہ لے کر ٹمپل روڈ پہنچے تھے۔ وہ ایام خدا تعالیٰ کی نصرت کے ایام تھے۔ حضرت مصلح موعود ہنوز ٹمپل روڈ میں مقیم تھے اور قادیان سے جماعت احمدیہ کے قیمتی سامان اور ریکارڈ کے انخلاء کی نگرانی فرما رہے تھے۔ انہی دنوں کی بات ہے کہ ہمارے انگریزی ترجمہ و تفسیر کے چھپے ہوئے فرمے لاہور پہنچے اور سب نے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں میں ان کا ساتھ دیا اور یہی ان کے کارناموں کے مفید اور بابرکت ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔ ذاتی کردار بھی ان کا ایک مشعل راہ ہے۔ اپنے جوان اور ہونہار بیٹے کی جدائی کو کس صبر اور رضا سے قبول کیا۔ سبحان اللہ"۔

(۴) احمدیت میں مستقیم الحال اور بہادر

میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور بہادر خادم اور دور حاضر میں اردو ادب کے مایہ ناز قیمتی وجود محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے اس ذکر خیر کو سلسلہ احمدیہ کے ممتاز بزرگ، نامور قانون دان اور عالمی شہرت کے حامل علم لسانیات کے والا قدر ماہر حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر (مرحوم) کے تعزیتی مکتوب گرامی محررہ ۱۴/اکتوبر ۱۹۷۲ء کے ایک اقتباس پر ختم کرتا ہوں۔ آپ نے شیخ صاحب محترم کو علم کا بحر ذخار قرار دیتے ہوئے رقم فرمایا:

"آخر میرے دوست بزرگ اور قدردان اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

کوئی ایک ماہ ہوا کہ انہوں نے میرے عیادت نامہ کا جواب اپنے قلم سے لکھا تھا اور اپنا آخری وقت ظاہر کیا تھا۔ حادثہ کی موت ہے بدرجہ شہادت۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ مرحوم احمدیت میں مستقیم الحال اور بہادر تھے۔ خاکسار کے بڑے مہربان تھے۔ درثمین فارسی کے ترجمہ کی تصحیح خاکسار سے کروائی اور یہ ان کی مہربانی تھی اور قدرشناسی۔ ہجرت کے بعد پاکستان میں اپنے قلم سے جو مقام انہوں نے بے سروسامانی کے باوجود پیدا کیا وہ انہی کا کام تھا۔

علم کے بحر ذخار لیکن مجسم انکسار۔ میں نے جتنے بھی بے بدل عالم دیکھے انہیں منکسر المزاج ہی دیکھا۔ یہی خو بو مرحوم کو بفضل خدا حاصل تھی۔ پانی پت میں بڑے بڑے نامی ادیب پیدا ہوئے۔ حالی، وحیدالدین سلیم وغیرہ مرحوم انہی چند لوگوں کے ہم پلہ تھے۔

دل غمگین، جان ان کی یاد سے پُر۔ بڑا صدمہ ہے اور جانگزا، روح فرسا۔......... سب کو میری طرف سے تعزیت کا پیغام اور شرکت غم کا حال سنا دیں

"کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام"

قرآن کریم پڑھیں اور پڑھائیں

حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۱/ماہ نبوت ۱۳۲۶ہش (ماہ نومبر ۱۹۴۷ء) کو خاص طور پر اس موضوع پر خطبہ جمعہ دیا کہ اگر ہماری جماعت قرآن کریم کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرے تو سارے مصائب آپ ہی آپ ختم ہو جائیں چنانچہ فرمایا:

"ہماری جماعت میں کوئی ایک شخص بھی نہ رہے جسے قرآن نہ آتا ہو......ابھی تک جماعت کے بعض لوگ اس سلسلے کو محض ایک سوسائٹی کی طرح سمجھتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد اگر چندہ دے دیا تو اتنا ہی ان کے لئے کافی ہے......حالانکہ......جب تک ہم اپنے ساتھیوں اور اپنے دوستوں اور اپنے رشتہ داروں کو قرآن کریم کے پڑھانے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش نہ کریں گے اس وقت تک ہمارا قدم اس اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا جس مقام تک پہنچنے کے نتیجہ میں انبیاء کی جماعتیں کامیاب ہوا کرتی ہیں"۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۷،۳۳۸)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

لِقاءُ مَعَ الْعَرَبْ

۲۸ر دسمبر ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے کی** سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔(ادارہ)

سوال: محترم حلمی شافعی صاحب نے ایک لبنانی عیسائی کا "مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے اور مر کر جی اٹھنے" سے متعلق سوال پیش کیا۔ اس تعلق میں اس نے سورۃ البقرہ کی چار آیات کا حوالہ دیاہے کہ ان سے ثابت ہوتاہے کہ خدا تعالیٰ مردوں کو زندہ کردیا کرتاہے۔ اس کا کہنا ہے کہ آپ احمدی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کو خدا تعالیٰ نے وفات دے دی تھی۔ وہ اسے دوبارہ زندہ بھی کر سکتاہے جیساکہ ان چار آیات سے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا امکان ثابت ہے۔

جواب: حضور نے فرمایا: قبل اس کے کہ اس موضوع پر گفتگو شروع کروں کہ مردے زندہ ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ میں اس سوال کی نوعیت اور سائل سے اس سوال کے تعلق کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتاہوں۔

سوال کرنے والے عیسائی دوست نے اصل قابل بحث مسئلہ کو بالکل نظرانداز کر کے اپنے عقیدہ سے ہٹ کر سوال کیاہے۔ وہ بالکل جانتے ہی نہیں کہ ہم غیر احمدی مسلمانوں سے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور انہوں نے اسی جسم کے ساتھ دوبارہ آسمان سے نازل ہوناہے۔ اگر کوئی مرنے کے بعد زندہ ہو جائے تو کیا یہ کہیں گے کہ وہ آسمان سے نازل ہواہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعض احادیث میں حضرت مسیحؑ کے دوبارہ آنے سے متعلق لفظ "یَنْزِلُ" استعمال ہواہے کہ وہ نازل ہونگے۔

مسلمان علماء لفظ "یَنْزِلُ" کے دیگر بہت سے معانی کو نظرانداز کر کے اس کے لفظی معنی اختیار کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہونگے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے ہم ثابت کر سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں اس لئے ان کا آسمان سے اترنا بے دلیل ہے اور محض خواب وخیال ہے۔

دوسرے یہ کہ زیادہ سے زیادہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ فوت ہو کر زمین سے ان کا رشتہ ختم ہو گیا۔ لیکن آپ تو ایسا عقیدہ رکھتے ہی نہیں۔ اس لئے بفرض محال آپ چند مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا ثبوت پیش بھی کر دیں اور بیشک لاکھوں مردے زندہ بھی ہو جائیں تب بھی آپ سچے ثابت نہیں ہونگے کیونکہ آپ کے عقیدہ کی بنیاد اور اس مسئلہ کو اپنے حق میں پیش کرنے کے لئے آپ کے ہاتھ میں صرف ایک دلیل ہے اور وہ ہے لفظ "یَنْزِلُ"۔ عقیدہ آپ یہ رکھتے ہیں کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا اور سوال آپ یہ کر رہے ہیں کہ اگر وہ فوت بھی ہو چکاہے تو بھی خدا اسے زندہ کر کے لا سکتاہے۔ آپ کو یہ بات کہنے کا کیا حق ہے جبکہ آپ کا عقیدہ ہی یہ نہیں ہے؟ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تو کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ عیسیٰؑ اگر فوت بھی ہو چکے ہیں تو وہ دوبارہ زمین سے زندہ ہو کر نکل آئیں گے اور پھر سے وحی والہام اور پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع کردیں گے۔ اس لئے سب سے پہلے تو یہ معاملہ صاف ہونا چاہئے۔ ایک عیسائی کی زبان سے ایسا سوال تو بالکل بے محل، بے تعلق اور بے حقیقت ہے۔

لیکن قطع نظر اس کے کہ کس نے سوال کیاہے اور حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں آیئے اس سوال کو ایک بالکل الگ مسئلہ کی صورت میں لیتے ہیں اور ایک ایک کر کے ان چاروں آیات کے معانی ومدعا پر غور کرتے ہیں۔

پہلی آیت

"وَ اِذْ قُلْتُمْ یَا مُوسیٰ لَنْ نُؤمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ. ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ"۔(البقرۃ:۵۶،۵۷)۔ پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد کھڑا کیا تا کہ تم شکر گزار بنو۔

مسلمان علماء یہاں "موت" کے لفظی معنی لیتے ہیں۔ میں ابھی بیان کروں گا کہ اصل واقعہ کیا ہوا تھا۔ میں دوسری آیت کے ساتھ ملا کر اس کی وضاحت کروں گا کیونکہ ان دونوں آیات کے مضمون کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ لیکن پہلے میں آپ کو بتانا چاہتاہوں کہ لفظ "موت" کے بہت سے مختلف معانی ہیں جو نفس مضمون، سیاق کلام اور حالات کے مطابق چسپاں ہوتے ہیں۔ اور عربی کی مستند ڈکشنریاں اس کا ثبوت پیش کرتی ہیں اور جہاں تک مجھے علم ہے لغات کی بہت سی کتب نیند کے لئے موت کا لفظ استعمال کرتی ہیں۔ گہری نیند کے لئے موت کا لفظ مستعمل ہے اور عرب کہتے ہیں "اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ" یا "اَلْمَوْتُ اُخْتُ النَّوْمِ"۔

اسی طرح قرآن کریم کی ایک آیت سے ہمیں پتہ چلتاہے جہاں خدا تعالیٰ اپنی اس سنت کا ذکر فرمارہاہے کہ وہ جب کسی وجود کی روح کو قبض کر لیتاہے اور جن کی موت کا فیصلہ کر لیتاہے انہیں پھر کبھی بھی دوبارہ اس دنیا میں زندہ نہیں کرتا۔ صرف انہیں لوٹاتاہے جو نیند کی حالت میں ہوتے ہیں۔ کسی بھی آیت کا ایسا ترجمہ کرنا جو اس قسم کی دوسری آیت سے ٹکراتا ہو بالکل ناقابل قبول ہے کیونکہ وہ آیت متشابہات کے زمرہ میں آتی ہے اور کیا آپ متشابہات کو محکمات پر فوقیت دیں گے یا محکمات کو متشابہات پر ترجیح دیں گے۔ آپ کو اس بارہ میں بھی فیصلہ کرنا ہوگا۔

لفظ موت کے ایک معنی روحانی موت کے بھی ہیں۔ یا کسی قوم کے روحانی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار میں انحطاط اور مردہ ہو جانے پر بھی موت کا لفظ اطلاق پاتاہے۔ ایسے لوگوں کا ذکر گویا مردہ قوم کے طور پر کیا جاتاہے۔ انہیں دوبارہ زندہ کیا جاتاہے۔ میں اس بارہ میں قرآنی حوالہ سے ثبوت پیش کروں گا۔

آیئے پہلے ان دونوں آیات کو سامنے رکھ کر غور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتاہے: "وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ"۔(البقرۃ:۷۳)

اور جب تم نے ایک وجود کو قتل کیا یا ایک اہم شخصیت کو قتل کیا پھر اس بارہ میں آپس میں اختلاف کرنے لگے کہ اسے کس نے قتل کیاہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو کچھ تم چھپا رہے ہو وہ اسے ظاہر کردے گا۔

اس آیت کی روشنی میں دوسری آیت کا ترجمہ کیا جائے گا۔ اس کیس اور وقوعہ کو سمجھنا ضروری ہے۔ یہ واقعہ ایک ایسی قوم کا ہے جنہوں نے کسی کو قتل کیا اور یہ ایک قسم کی سازش تھی۔ وہ جانتے تھے کہ قاتل کون ہے اور انہیں معلوم تھا کہ ایسا کیوں کیا گیاہے لیکن اس بارہ میں اس رنگ میں آپس میں اختلاف کرنے اور لڑنے جھگڑنے لگے اور ایسا تاثر دینے لگے کہ گویا کسی کو بھی حقیقت حال کا علم نہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان کے مکر سے پردہ اٹھائے گا اور حقیقت کھول دے گا۔

مجرم کو پکڑنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک طریق یہ بیان کیا کہ: "فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا. كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ"۔(البقرۃ:۷۴)

لیکن کیا آپ کو معلوم ہے کہ ان لوگوں نے اس آیت سے کیا مفہوم سمجھاہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں ایک ترکیب بتائی کہ اسے استعمال کرو تو جو کچھ وہ چھپا رہے ہیں وہ ظاہر ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے نزدیک وہ ترکیب کیا تھی۔ اللہ نے ان سے کہا کہ اس مقتول کے جسم کے ٹکڑے کرو اور اس کے گوشت کے ٹکڑوں کو اسی قسم کے دوسرے گوشت کے ٹکڑوں سے مارو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ کیا اسی طریق پر خدا تعالیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتاہے؟ اس آیت کا ایسا ترجمہ اتنا تکلیف دہ اور بودا ہے کہ جب بھی میں اسے پڑھتاہوں خون کھول اٹھتاہے۔

"ضَرَبَ" کا لفظ مثل یا مثال کے بیان کے لئے آتاہے۔ "یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ" اور "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا"۔ اور مفہوم ایسا واضح اور روشن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے بعض سلیم فطرت لیڈرز کی اس بارہ میں راہنمائی کرنا چاہتا تھا کہ تا انہیں معلوم ہو سکے کہ کس نے یہ حرکت کی ہے اور مجرم کون ہے۔

میں یہاں مجرموں اور جرائم پیشہ لوگوں کی تلاش کے سلسلہ میں تحقیقات اور تفتیش کرنے والے ماہرین کا ایک ایسا مسلّمہ اور آزمودہ طریق بیان کرنا چاہتاہوں جس پر ماہر سراغرساں ہمیشہ عمل کرتے اور مجرم کی تلاش کے وقت اسے سامنے رکھتے ہیں۔

کوئی بھی قاتل یا مجرم مختلف وارداتوں کے وقت ایک ہی جیسا طریق واردات اختیار کرتاہے۔ وہ خواہ کہیں بھی واردات کرے اس کے فعل میں کوئی نہ کوئی یکسانیت ضرور ہوتی ہے۔ اس کی تحریر اور فنگر پرنٹس قاتل کی نشاندہی میں بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ قاتل جائے وقوعہ پر ضرور اپنی کوئی نہ کوئی نشانی چھوڑ جاتاہے جو اس کے پہچاننے میں مدد دیتی ہے۔ اور اسی طریق پر برٹش پولیس بھی جو سراغ رسانی میں دنیا بھر میں معروف ہے عمل کرتی ہے کہ فلاں فلاں مقامات پر فلاں وقت جو واقعہ ہوا تھا اس میں ایک ہی قسم کے شواہد ملے ہیں اور طریقِ واردات بھی یکساں ہے۔ ایک ہی طریق پر جرم کا ارتکاب برمنگھم میں ہوتاہے بالکل ویسا ہی لندن اور دوسری جگہوں پر ہوتاہے تو پھر پولیس ان مختلف جگہوں پر ہونے والے واقعات سے ملنے والے مجرموں کے نشانات اور ثبوت کو سامنے رکھ کر ایک مجرم کی تلاش کرتی ہے۔ اور جانتی ہے کہ ہونہ ہو ان مختلف مقامات پر ہونے والے واقعات کے پس پردہ ایک ہی مجرم کام کر رہاہے کیونکہ طریق واردات کی یکسانیت اس کا ثبوت مہیا کرتی ہے جو مجرم کی تلاش میں بہت ممد ثابت ہوتی ہے۔

مجرموں کی اس نفسیات کا علم سراغ رسانوں کو کچھ عرصہ قبل، شاید ایک دوسو سال پہلے معلوم ہواہے لیکن قرآن کریم ۱۴۰۰ سال قبل اس حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف کر رہاہے کہ ہم

تمہیں بتاتے ہیں کہ کسی مجرم کو پکڑنے کا طریق کیا ہے۔ معاشرہ میں ایسے مجرم ہیں جو جرموں کا ارتکاب ایک ہی طریق اور انداز سے کیا کرتے ہیں اس لئے "فَاضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا" اسی قسم کے دوسرے واقعات کو سامنے رکھ کر اس واقعہ کو ان کے ساتھ ملا کر دیکھو تو تم پر حقیقت آشکار ہو جائے گی۔ "كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى" یہاں پر "كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى" قصاص کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے کہ "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَّا اُوْلِي الْاَلْبَابِ"۔ (البقرۃ:۱۸۰)۔ اس طرح خدا تعالیٰ لوگوں میں زندگی کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا احساس پیدا کرتا ہے۔ تم پر لازم ہے کہ مجرموں کو ڈھونڈو اور انہیں سزا دو۔ اور مجرموں کی تلاش کے لئے جو طریق ہم تمہیں بتا رہے ہیں اسے استعمال کرو تو یقیناً تم مجرموں تک پہنچ سکو گے اور انہیں سزا دے سکو گے۔ اور جب تم قاتلوں اور مجرموں کو قرار واقعی سزا دے دو گے تو پھر کبھی بھی کسی مجرم کو جرأت نہیں ہو گی کہ وہ انسانی زندگی سے کھیلے۔ یہ ہے مطلب "كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى" کا۔ اور یہی اصل حکمت ہے "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ" میں۔ لیکن ان تمام باتوں کی سمجھ تمہیں اس وقت آئے گی جب تم اُولُوالْاَلْبَاب ہو گے ورنہ نہیں۔

"وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ" خدا تعالیٰ تمہیں اپنے نشانات دکھلاتا ہے تاکہ تم عقل اور سمجھ سے کام لو۔ لیکن ان لوگوں کی کامن سینس کیا ہے۔ صرف یہ کہ اللہ کا مردوں کو زندہ کرنے کا طریق یہ ہے کہ کسی مردہ کے گوشت کو دوسرے مردہ کے گوشت سے مارو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ کیا یہ حکمت ہے جسے اختیار کرنے کی طرف خدا تعالیٰ تمہیں بلا رہا ہے؟

اس لئے پہلی بات تو یہ ذہن میں رکھیں کہ لفظ "موت" کے اور بھی بہت سے معانی ہیں۔ دوسرے یہ کہ مرنے کے بعد احیاء نو سے مراد زندگی کی اہمیت اور اس کی قدر و قیمت کا احساس لوگوں میں پیدا کرنا ہے اور اس گارنٹی کا قیام ہے کہ انسانی زندگی کو کسی صورت میں بھی سستا اور غیر اہم نہ سمجھا جائے۔ اس طریق پر انسانوں کو اور قوموں کو خدا تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔

"وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ" آیت کا یہ حصہ مزید وضاحت چاہتا ہے۔ اس ساری کوشش کا اصل مقصد کیا ہے؟ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو کچھ وہ چھپا رہے تھے وہ ظاہر کر دے۔ لیکن کیا ایک مردہ کے گوشت کے ٹکڑے کو دوسرے مردہ کے گوشت سے مارنے سے مردے زندہ ہوا کرتے ہیں؟ کیا یہ عقلمندانہ اور حکیمانہ طریق ہے؟ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ کیا اس سے قبل خدا تعالیٰ نے کسی مردہ کو زندہ کرنے کے لئے یہ طریق استعمال کیا تھا۔

اس آیت کے جو معنی یہ لوگ کرتے ہیں وہ انتہائی نامعقول، حکمت سے خالی اور اعصاب توڑنے والے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کا قرآن سے متعلق علم انتہائی سطحی اور غور و فکر سے عاری ہے۔

اس واقعہ سے متعلق ان لوگوں کے تصورات سے جو نقشہ ابھرتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ خدا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کس نے یہ حرکت کی ہے تو خدا نے ان سے کہا کہ چلیں اس شخص کو جسے قتل کیا گیا ہے دوبارہ زندہ کرتے ہیں۔ کیونکہ مجھے تو معلوم نہیں اور نہ ہی تم لوگ جانتے ہو کم از کم اس مردے کو تو یاد ہو گا کہ اسے کس نے قتل کیا ہے۔ اس لئے اس کے جسم کے مزید ٹکڑے کرو جس طرح قصاب کیا کرتے ہیں۔ اسکے بعد ہر کوئی اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں پکڑے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ مارنا شروع کرے۔ کہتے ہیں تم گھبراؤ نہیں کیونکہ یہ وہ طریق ہے جس سے خدا تعالیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔ کیسی مضحکہ خیز تدبیر ہے۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایک آواز پر کل کائنات کے مردے اس کی طرف دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔ کتنی عجیب و غریب ترکیب ہے جو یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اگر مردے زندہ کرنے کی یہ ترکیب خدا تعالیٰ نے بتائی تھی تو پھر اس کے بعد لوگوں نے اسے استعمال کیوں نہ کیا؟ اور آج وہ اس ترکیب کو مردوں کے زندہ کرنے کے لئے کیوں استعمال نہیں کرتے؟ اگر مردوں کو زندہ کرنے کی یہی خدائی سنت ہے تو اس سنت کو آج بھی کام کرنا چاہئے اور ماضی میں بھی کام کرنا چاہئے تھا اور ہر قتل کے وقت مقتول کے ٹکڑے کر کے انہیں آپس میں مارنا چاہئے تھا تاکہ قاتل کا حال معلوم ہو سکے۔ اس طریق سے مقتول کو اس درجہ اذیت پہنچائی جاتی کہ وہ بلبلا اٹھتا کہ خدا کے واسطے مجھے مردہ ہی رہنے دو۔

سچ بات یہ ہے کہ یہ لوگ خدا کے کلام سے ہنسی مذاق کرتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے جو ہر پہلو سے ناقابل برداشت ہے۔

محترم حلمی صاحب نے کہا کہ حضور! بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا سے پہلے ایک آیت ہے جس میں ایک گائے ذبح کرنے کا ذکر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اِضْرِبُوْهُ میں اس گائے کے گوشت کے ساتھ اس مردہ شخص کے گوشت کو مارنے کی ہدایت ہے۔

حضور نے فرمایا ہاں، کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ ہم جو یہ کہہ رہے ہیں کہ مردہ شخص کے ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے ساتھ مارو یہ اس کا عقیدہ نہیں ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس آیت میں ایک شخص کے قتل کا ذکر ہے اسلئے اِضْرِبُوْهُ کی ضمیر سوائے اس شخص کے اور کسی کی طرف نہیں جا سکتی۔ اس لئے میں نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ لیکن آپ کی بات درست ہے کہ بعض مفسرین اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ یہاں گائے کے گوشت کے ساتھ مارنے کا ذکر ہے جس کا کچھ پہلے ذبح کئے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس طرح تو وہ مردہ وجود اور زیادہ اذیت محسوس کرے گا یہ تو اسے اور اس کے لواحقین کو مزید ٹارچر کرنے والی حرکت ہے۔ یہ لوگ ایسی سوچ کیسے باندھتے ہیں۔ اور نجانے اس طرح کے اول فول کو ہضم کیسے کر لیتے ہیں۔

دوسری آیت

"وَاِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً"۔ جب انہوں نے یہ کہا "وَ اِذْ قُلْتُمْ يَا مُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً" تو وہ روحانی موت مر گئے۔ قرآن کریم میں ذکر ہے۔ ان لوگوں نے کہا اے موسیٰ تم یہ کرو اور تم وہ کرو اور ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ خدا کو نہ دیکھ لیں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا کرنے سے حق کے انکار میں وہ سب سے بدتر ہو گئے ہیں۔ جب انہوں نے ایسا مطالبہ کیا تو وہ متکبر ہو گئے گویا کہ وہ خدا سے بڑے ہیں اور خدا کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی اس سنگینیٔ جرم کی انتہاء نے انہیں روحانی طور پر بالکل مردہ کر دیا۔

قرآن کریم صرف یہی بیان نہیں کر رہا بلکہ اور مقامات پر بھی بار بار ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے ایسے ایسے جرم کئے کہ ہر جرم اس لائق تھا کہ وہ تازیست روحانی موت میں ہی رہتے۔ لیکن ہم نے ان کا یہ جرم بھی معاف کر دیا اور فلاں جرم سے بھی صرف نظر کر کے انہیں مہلت دیتے چلے گئے۔ بالکل ویسی حالت کا بیان اس آیت میں ہو رہا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ کیا واقعہ اور سلوک ہوا۔ انہوں نے بھی تو کہا تھا کہ اے خدا تو مجھے اپنا چہرہ دکھا۔ یہ جرم نہیں تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب ان سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟ تو حضرت موسیٰؑ کا جواب یہ تھا کہ میں تو ایمان لا چکا ہوں۔ یہ میرے ایمان لانے کی شرط نہیں ہے۔ جرم تو ان لوگوں کا تھا جنہوں نے یہ شرط رکھی تھی کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ خدا کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں۔ خدا کو دیکھنے کی خواہش تو کوئی جرم نہیں۔ لیکن اگر شرط یہ رکھی جائے کہ اے خدا ہم اس وقت تک تجھ پر یا تیرے پیغام پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تجھے دیکھ نہ لیں یہ جرم ہے۔ یہ جرم حضرت موسیٰؑ کا تو نہیں تھا۔ حضرت موسیٰؑ پر روحانی موت نہیں آئی تھی بلکہ وہ خدا کی تجلی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئے تھے اور کچھ دیر بعد ہوش میں آ گئے تھے۔ روحانی موت تو ان لوگوں پر وارد ہوئی تھی۔

"فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ"۔ صاعقہ آئی اور تم اسے دیکھ رہے تھے لیکن وہ خدا کا چہرہ نہیں تھا۔ خدا تو انسانوں کو نظر نہیں آ سکتا۔ وہ صاعقہ کو دیکھ رہے تھے۔ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ یہاں لفظ "موت" بالکل ویسی ہی حالت اور مفہوم کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ موسیٰؑ کے لئے جب وہ الٰہی تجلی سے بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور پھر خدا تعالیٰ نے انہیں زندگی بخشی۔ لیکن حضرت موسیٰؑ کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی تجلی کا اظہار اس لئے کیا کہ وہ جانتا تھا کہ موسیٰؑ خدا کی محبت میں اس کا چہرہ دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن ان لوگوں پر خدا کی تجلی اس کے غضب اور ناراضگی کے سبب سے ہوئی تھی۔ نہ تو بائبل میں اور نہ ہی تاریخ میں کہیں اس واقعہ کا ذکر ملتا ہے کہ یہ لوگ صاعقہ کی وجہ سے جل کر مر گئے تھے۔ جیسا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں اگر کڑک براہ راست ان پر گری ہوتی تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے اور ایسے اہم واقعہ کا ذکر تاریخ کی کتب اور بائبل میں ہونا لازمی تھا لیکن یہ کتب اس واقعہ کے تعلق میں بالکل خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اصل حقیقت اس واقعہ کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے یہ ناواجب مطالبہ کیا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ خدا کا چہرہ نہ دیکھ لیں۔ اس گناہ اور جرم نے تمہیں روحانی طور پر بالکل مردہ کر دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس موت کے بعد تمہیں حیاتِ نو بخشی تاکہ تم پھر سے دیکھنے لگو اور خدا کے شکر گزار بندے بنو۔ یہ وہ واحد معنی اس آیت کے ہیں جسے کوئی بھی عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے۔ دوسرے بیانات تو محض فرضی قصے اور کہانیاں ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔

تیسری آیت

اب تیسری آیت کو لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا. قَالَ اَنّٰى يُحْيِ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا. فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ. قَالَ كَمْ لَبِثْتَ. قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ. قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ. وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ. وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا. فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ (البقرۃ:۲۶۰)

یا اس شخص کی مثال کی طرح کہ جو ایک بستی کے پاس سے گزرا جو مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکی تھی اور اپنی چھتوں کے بل جا پڑی تھی۔ اس شخص نے اس بستی کو زندہ کئے جانے سے متعلق معلوم کرنا چاہا۔ یہ بات اچھی طرح سے ذہن میں رکھنی

Heating & Electrical Services

Heating Installation - Service - Repair

Landlord Certificates & All type of Electrical Work undertaken

Corgi & C.I.T.B Registered

Call Mr. Hafeez : 0181-683-0342

Mr. Zaheer : 07931-781601

چاہئے کہ وہ شخص لوگوں کے کلچر کے احیاء سے متعلق سوال کر رہا ہے نہ کہ لوگوں کے زندہ کئے جانے سے متعلق۔ اَنّٰی یُحْیِ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِہَا یعنی اس بستی کو نہ کہ کسی اور چیز کو۔ اور ان لوگوں کے مطابق اس سوال کرنے والے شخص کے ساتھ جواباً کیا سلوک کیا گیا؟ اگر یہ اس کے لفظی معنی لیں اور یہ لوگ یقیناً اس کے لفظی معنے ہی لیتے ہیں تو پھر اس کے یہ معنی ہونگے کہ اس شخص کے سوال و جواب میں خدا تعالیٰ نے اسے مار ڈالا، ایک سو سال کے لئے۔ اگر اس ایک سو سال کی وفات کے بعد اسے اس بستی کا معجزانہ رنگ میں زندہ ہو جانا دکھایا جاتا ہے تو پھر ایسا کرنے میں کچھ حکمت اور فائدہ عقل تسلیم کر سکتی تھی۔ لیکن اس آیت سے ان کی سمجھ کے مطابق جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو دوبارہ زندہ کیا تو اسے یہ نہیں کہا کہ اس بستی کی فلاں فلاں چیز دیکھو کیا یہ تمہیں زندہ دکھائی نہیں دے رہی۔ بلکہ فرمایا اپنے کھانے کی طرف دیکھو یہ سڑا نہیں اور پانی کی طرف دیکھو، ابھی تک ویسے کا ویسا ہی موجود ہے اور اپنے گدھے کی طرف دیکھو اور سمجھنے کی کوشش کرو کہ ہم کیسے ہڈیوں کو جمع کرتے ہیں اور ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ اے شخص! یہ ہے تیرے اس سوال کا جواب جو ابھی تم نے دریافت کیا ہے۔ اگر اس کے سوال کا یہ جواب ہے تو پھر اس بستی کا زندہ ہونا کیا ہوا؟ خدا تعالیٰ نے اس جواب میں بستی کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اس شخص نے سوال کیا اور اسے قتل کر دیا گیا کہ تم مرے رہو اور ایک سو سال تک وہیں پڑے رہو۔ زندہ کرنے کے مسئلہ کا تعلق ممکن ہے ہڈیوں اور ان پر چڑھائے جانے والے گوشت کے ساتھ ہو۔ لیکن پانی کا ایک سو سال تک وہاں اسی حالت میں قائم رہنا اور بخارات بن کر ختم نہ ہو جانا، اس کا وہاں کیا کردار ہے؟ اور پھر ان سو سالوں میں ان جانوروں اور کتوں اور انسانوں کے متعلق کیا خیال ہے کہ جو اس مردہ جسم کے پاس سے گزرتے رہے اور اسے لیٹے ہوئے وہاں دیکھتے رہے۔ وہ مردہ جسم ہڈیوں میں تبدیل ہوتا رہا اور کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ چلیں مان لیا کہ اس شخص کا جسم اور گدھا ایک سو سال تک وہیں موجود رہے لیکن اس کھانے اور پانی کے متعلق ان کا کیا جواب ہے۔ انہیں بھی کسی نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی گل سڑ کر ختم ہوا؟

درحقیقت اس آیت میں خدا تعالیٰ اس شخص کو ایک نشان دکھلا رہا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم صرف ایک دن یا دن کا کچھ حصہ وہاں رہے ہو۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو ویسے کا ویسا موجود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے تمہیں گہری نیند سلا دیا تھا اور اس میں ہم نے تمہیں ایک سو سال کی تاریخ کا نظارہ کروایا اور تم پر یہ حقیقت کھولی کہ کس طرح ہم قوموں اور بستیوں کو زندہ کیا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس پر جب یہ حقیقت کھولی تو وہ سمجھ گیا کیونکہ محض خواب سے وہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو نہیں سمجھ پایا تھا۔ اور کہا کہ ہاں میں ایمان لاتا ہوں کہ اے خدا جب تو کسی قوم کو زندہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے زندہ کر دیا کرتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے جیسا کہ توراۃ میں بھی ذکر ہے یہ تاریخی واقعہ اس وقت رونما ہوا جب نبوکدنضر نے یروشلم کو تباہ کیا تھا۔ یہی وہ بستی تھی جو تہس نہس اور ملیامیٹ کر دی گئی تھی۔

حضرت حزقیل جو خدا کے برگزیدہ نبی تھے وہ اس بستی کے پاس سے گزرے اور انہوں نے دیکھا کہ خدا کی یہ پاک بستی کس طرح ویران کر دی گئی ہے۔ وہ خدا کے حضور متوجہ ہوئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ کب اس ویران بستی کو زندہ کرے گا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے انہیں اس خواب کے ذریعہ نظارہ کروایا کہ یہ بستی ایک سو سال کے بعد زندہ کی جائے گی اور واقعۃً اس کے ایک سو سال بعد خدا تعالیٰ نے اس بستی کو زندہ کرنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔

اگر وہ شخص واقعۃً ایک سو سال تک وہیں مردہ پڑا رہا تھا تو زندہ ہونے پر اسے وہ بستی بھی زندہ و آباد نظر آنی چاہئے تھی اور خدا کو چاہئے تھا کہ بجائے کھانے، پانی اور گدھے کی طرف اس کی توجہ مبذول کرنے کے بستی کی زندگی اسے دکھلاتا کہ دیکھو تم ایک سو سال تک یہیں مردہ پڑے رہے ہو اور اس دوران یہ مردہ بستی زندہ کر دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کا اس شخص کو یہ جواب دینا کہ تم اپنے کھانے اور پانی کی طرف دیکھو، اس بات کا ثبوت پیش کرنے کے لئے تھا کہ تمہیں مارا نہیں گیا تھا۔ اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم ایک سو سال تک مردہ رہے ہو تو کیا تم دیکھتے نہیں کہ تمہارا گدھا وہیں کھڑا ہے۔ تمہارا کھانا بھی ویسا ہی تازہ اور پانی بھی وہیں موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ جواب آج کل کے خشک علم والے علماء کی اس آیت کے بارہ میں سوچ کی بھی کلیۃً تردید کر رہا ہے۔

یہی اس آیت کے حکمت پر مبنی معانی ہیں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات حکیم ہے اور اس کی باتیں اور کلام کبھی بھی بے حکمت اور صداقتوں سے خالی نہیں ہوا کرتا۔

چوتھی آیت

آیئے اب چوتھی آیت کے معانی پر غور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَاِذْ قَالَ اِبْرَاہِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی. قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ. قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ. قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَۃً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْہُنَّ اِلَیْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْہُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُہُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا. وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ"۔ (البقرۃ:۲۶۱)

اور یاد کرو اس وقت کو جب ابراہیم نے خدا سے استدعا کی کہ اے میرے رب مجھے دکھلا کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ اللہ نے کہا "اَوَلَمْ تُؤْمِنْ" بالکل ویسا ہی استفسار جیسا خدا نے موسیٰؑ سے کیا تھا۔ کیا تم ایمان نہیں لائے؟ تو انہوں نے کہا "بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ" ہاں کیوں نہیں میں ایمان لا چکا ہوں، یہ تو محض اطمینان قلب کے لئے ہے۔

اس سے پہلے آیت میں سوال مردہ بستی سے متعلق تھا اور اس آیت میں سوال مردہ لوگوں کے متعلق ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ روحانی لحاظ سے مردہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت نوحؑ کی طرح پیغام حق پہنچانے کی بڑی کوشش کی۔ بہت ہاتھ پیر مارے، جو انتہائی کوشش بس میں تھی کر دیکھی۔ اور خدا نے آپ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ آپ پر ایمان لانے والی ایک بڑی جماعت آپ کو عطا کرے گا۔ لیکن ان لوگوں میں زندگی کی کوئی رمق نظر نہیں آ رہی تھی۔ گویا روحانی طور پر بالکل مردہ ہو چکے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کا سوال یہ تھا کہ ان میں زندگی کیسے پیدا کی جائے۔ خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ ہم تمہیں ایک طریق بتاتے ہیں۔ تم چار پرندے لو۔ فَصُرْہُنَّ اِلَیْکَ انہیں اپنے ساتھ سدھا لو۔ اپنے قریب کر لو اور اس کے بعد انہیں ارد گرد کے پہاڑوں پر چھوڑ دو۔ پھر انہیں آواز دو تو وہ اڑتے ہوئے تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کیا تھا اور خدا تعالیٰ نے جواب کیا دیا۔ خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی اس تدبیر میں گہری حکمت پوشیدہ ہے کہ کس طرح روحانی مردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔

نبیوں کا لوگوں سے محبت کرنے کا نتیجہ ہے کہ پھر لوگوں کے دلوں میں ان نبیوں کے لئے محبت اور کشش پیدا ہوتی ہے اور پھر اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ نبیوں سے محبت کی وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں خدا اور اس کے پیغام کی محبت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جب لوگوں کے دلوں میں نبیوں سے ان کے حسین کردار کی وجہ سے عشق پیدا ہو جاتا ہے تب وہ زندہ کئے جاتے ہیں اس کے بغیر نہیں۔

یہ بات آپ آج بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ اس مغربی دنیا میں کسی کو بھی اس وقت تک اسلام میں دلچسپی پیدا نہیں ہو سکتی جب تک انہیں مسلمانوں کے کردار و عمل میں دلچسپی پیدا نہ ہو جائے۔

یہ پیغام اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو دیا کہ پہلے ان لوگوں کا تمہارے ساتھ پیار اور انس پیدا ہونا ضروری ہے۔ تم انہیں اپنا بنا لو۔ پھر جب بھی تم انہیں بلاؤ گے وہ تمہاری دعوت کا جواب دیں گے۔ اس وقت گویا تم ان کے آقا اور مالک بن جاؤ گے۔ یہی وہ طریق ہے جس پر خدا تعالیٰ روحوں کو پکارتا ہے۔ روحیں اپنے آقا کی آواز کو پہچانتی ہیں۔ وہ غلاموں کی طرح اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دوڑی چلی آتی ہیں۔ اس طریق پر خدا تعالیٰ مردوں کو زندہ کیا کرتا ہے۔ نہ کہ گوشت کے ٹکڑوں کو آپس میں مارنے سے۔

اب آخر میں ایک بہت ہی اہم بات کہنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ سوال مذہب کا یا کسی تفسیر کا نہیں ہے۔ کسی بھی مسلمان کی طرف سے قرآن کریم کی کسی آیت کا ایسا ترجمہ یا تفسیر کرنا کہ جس کے نتیجہ میں ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات اعتراض و الزام کا نشانہ بنتی ہو انتہائی ظلم اور سنگین جرم ہے۔ اور یہی کچھ تو مسلمان علماء کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی غلط تفاسیر کر کے یہ لوگ سلمان رشدی جیسے بدکردار انسان پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں جو یہ طعن زنی کرتا ہے کہ تمہارا نبی کس مقام کا ہے۔ عیسیٰؑ نے تو مردے زندہ کئے اور موسیٰؑ نے بڑے بڑے معجزے دکھائے۔ لیکن جب تمہارے نبی سے اس طرح کا معجزہ دکھانے کے لئے کہا جاتا ہے تو وہ ناکام ہو جاتا ہے کہ نہیں یہ میرے بس میں نہیں۔ یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا نے عیسیٰؑ کو مصیبت کے وقت اسی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا تھا لیکن اس کے برعکس جنگ احد میں جب محمدؐ پر انتہائی کٹھن اور تکلیف دہ وقت آیا تو خدا نے انہیں آسمان پر نہیں اٹھایا اور جب آپ سے یہ کہا گیا کہ اے محمدؐ! تم آسمان پر جاؤ اور اپنے خدا سے کتاب لے کر آؤ تو آپؐ نے کہا نہیں "ہَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا" کہ میں تو محض ایک بشر رسول ہوں۔

یہ دشمن مسلمانوں پر اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ہنستے ہیں کہ دوسرے نبیوں نے مردوں کو زندہ کیا۔ تمہارا قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے اور تم یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ عیسیٰؑ کو جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ اور یہ بھی مانتے ہو کہ موسیٰؑ کے لئے لکھی گئی کتاب آسمان سے اتاری گئی تھی اور ان کے ہاتھ میں تھما دی گئی تھی۔ لیکن تمہارے رسول کا کیا مقام ہے۔ جب ہم اس سے اس قسم کے معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

کیوں یہ مسلمان اسلام کو ایسی مدافعانہ حالت پر لے آئے ہیں اور دشمن کو خود موقع دیتے ہیں کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو تنقید کا نشانہ بنائے۔ یہ مسلمان ذرا بھی سمجھ سے کام نہیں لیتے کہ جب ویسا ہی لفظ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو یہ اس کا مختلف ترجمہ کیوں کرتے ہیں۔ "یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ"۔ (الانفال:۲۵)۔ کیا خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پکار کا جواب دو جب وہ تمہیں مردہ حالت سے زندہ کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں یہاں روحانی طور پر زندہ کرنا مراد ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن پھر قرآن کریم میں جہاں دوسری جگہ اس طرح کے الفاظ کا بیان دوسرے نبیوں کے تعلق میں ہوتا ہے تو وہاں اس سے روحانی معنی مراد کیوں نہیں لیتے؟

جب لفظ "نُزُوْل" کا استعمال حضرت عیسیٰؑ کے لئے ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں دیکھا جب تک کسی نبی کو زندہ آسمان پر نہ اٹھا لیا گیا ہو اس وقت تک اس کا نزول کیسے ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ لفظ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے:

"قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ ...."۔

(الطلاق:۱۱، ۱۲)

یہاں قرآن کریم فرما رہا ہے کہ یہ رسول جو سب

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

عالمگیر جنگوں کی ہولناک تباہیاں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے"۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدسؑ کو وحی الٰہی کے ذریعہ جس "زلزلہ" کی خبر دی گئی وہ عین عالمی جنگ کا نقشہ ہی تو تھا۔

پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی۔ اگرچہ اُس وقت یورپ میں سیاسی، علاقائی اور اقتصادی رقابتوں کی بنیاد پر دو محاذ تھے۔ یعنی جرمنی کے حلیف آسٹریا، ہنگری اور اٹلی تھے۔ جبکہ برطانیہ جرمنی کی ترقی اور بحری فوجی قوت سے خائف لیکن سیاسی کشمکش سے الگ تھلگ ملک تھا۔ اس جنگ کی فوری وجہ آسٹریا کے بادشاہ کا ایک سرب کے ہاتھوں قتل بن گئی۔ آسٹریا نے جب سربیا کو حملے کی دھمکی دی تو سربیا نے روس سے مدد مانگی اور جرمنی نے حملے کے خطرے کے پیش نظر روس اور فرانس کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ جرمنی کی فوجیں جب بیلجیم میں سے گزریں تو اگرچہ بیلجیم ایک غیر جانبدار ملک تھا اور فرانس اور برطانیہ نے اُسے آزادی کی ضمانت دی ہوئی تھی مگر اُس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ پھر ترکی بھی جرمنی کا حلیف بن گیا۔ یہ جنگ چار سال تک جاری رہی جس میں کم از کم دو کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔

دوسری عالمی جنگ ستمبر ۱۹۳۹ء سے ستمبر ۱۹۴۵ء تک دنیا کے تقریباً ہر براعظم اور ہر بڑے سمندر میں لڑی گئی اور اس میں قریباً پانچ کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔ اس جنگ کا آغاز بھی یورپ سے ہوا اور جرمنی میں ہٹلر کی قیادت نے اُن نو آبادیوں کی واپسی کا مطالبہ کردیا جو جنگ عظیم اوّل میں جرمنی کے قبضہ سے نکل گئی تھیں۔ چنانچہ جرمنی نے یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ پر مشرقی طرف سے حملہ کیا۔ اس پر برطانیہ اور فرانس نے بھی جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کردیا مگر یہ عملاً پولینڈ کی کوئی مدد نہ کرسکے۔ روس چونکہ جرمنی کی طاقت سے خائف تھا چنانچہ سٹالن نے جرمنی سے عدم جارحیت کا معاہدہ کرلیا اور چونکہ اسی معاہدے میں پولینڈ کی تقسیم کا خفیہ معاہدہ بھی شامل تھا اس لئے روس نے پولینڈ پر مغربی طرف سے حملہ کردیا۔ کچھ عرصہ بعد جرمنی نے ڈنمارک، ناروے، ہالینڈ، بیلجیم اور فرانس پر حملے کرکے کامیابی حاصل کی۔ فرانس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ ہٹلر کی فتوحات کو روکنے والی اُس کی پہلی شکست برطانیہ پر فضائی حملے میں ناکامی تھی۔ تاہم اٹلی نے بھی جرمنی کی فتوحات سے حوصلہ پاکر برطانیہ پر حملہ کردیا۔ لیکن اٹلی کی یونان اور شمالی افریقہ میں شکست کے باعث ہٹلر وہاں جرمن فوج بھیجنے پر مجبور ہوا اور وہاں بھی اُسے فتوحات حاصل ہوئیں۔ ان حالات میں جاپان نے بحرالکاہل میں امریکی بیڑے پر حملہ کردیا اور ہٹلر نے بھی امریکہ کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا۔ آخر کار امریکہ نے جاپان کی پیش قدمی روکنے کے لئے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرایا جس سے علی الترتیب ۸۰ ہزار اور ۳۵ ہزار افراد ہلاک ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی جاپان نے شکست قبول کرلی اور جنگ ختم ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں اپنے دورہ یورپ کے دوران لندن میں خطاب کرتے ہوئے دو عالمی جنگوں کا تفصیلی ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

"حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آرہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اُس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے، اُن کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، اُن کی تہذیب و ثقافت برباد، اُن کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ جانے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ روس کے باشندے جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلدی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور اُن میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے، وہی اپنی گمراہی جان لے گی اور حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر اللہ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی"۔ (امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ ۱۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہا تیسری عالمی جنگ کے وقت کے قریب آنے کے بارے میں متنبہ فرمایا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایک خوشخبری بھی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ ۶ مارچ ۹۸ء کو فرانسیسی احباب کے ساتھ پروگرام ملاقات میں اس سوال کے جواب میں کہ تیسری جنگ عظیم کے دوران احمدیوں کا کیا بنے گا، حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ خدا تعالیٰ انہیں بچالے گا اور اُن کے ذریعے اسلام کا بول بالا ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں شدید تباہی و بربادی کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں

سخت ماتم کے وہ دن ہوں گے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہوں گے نیکوں کیلئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

عالمگیر جنگوں اور اسلام کی فتح کے متعلق یہ تفصیلی مضمون ماہنامہ "خالد" کے سالانہ نمبر ۹۸ء میں مکرم محمود احمد اشرف صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

☆......☆......☆

محترم صوفی خدابخش صاحب عبدِ زیروی

محترم صوفی خدابخش عبد زیروی صاحب یکم مارچ ۱۹۱۱ء کو زیرہ ضلع فیروزپور میں پیدا ہوئے۔ آپکے آباء واجداد سکھوں سے مسلمان ہوئے تھے۔ آپکے والد کی شادی ایک بزرگ میاں نظام الدین صاحب کی لڑکی سے ہوئی۔ جب پہلے دو بچے فوت ہوگئے تو میاں نظام الدین صاحب نے جنگل میں جاکر خاص دعائیں کیں جن کے بعد محترم صوفی صاحب پیدا ہوئے۔

محترم صوفی صاحب نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی اور پھر آپ کے والدین نے آپ کی خواہش پر آپ کو چرانے کے لئے چھ بکریاں خرید دیں۔ لیکن کچھ ہی عرصہ میں یہ بکریاں بیماری کے باعث مر گئیں تو آپ کو سکول میں داخل کروادیا گیا۔ جہاں عربی پڑھانے کیلئے ایک احمدی استاد محترم پیر حبیب احمد صاحب مقرر تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت چودھری علی شیر صاحبؓ بھی آپ کے ہاں آکر تبلیغی گفتگو کیا کرتے تھے۔ اُنہی کے ہاں سے آپ الفضل بھی لے کر پڑھتے رہے۔ جب اتحاد بین المسلمین کی تحریک چلی اور اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کا ایک عظیم الشان خطبہ اخبار "زمیندار" نے مکمل شائع کیا۔ اور اسے پڑھ کر محترم صوفی صاحب نے ایک دوست کے ساتھ مل کر اپنے علاقہ میں تحریک چلائی اور ایک جلسہ بھی منعقد کیا جس میں شرکت کے لئے قادیان سے محترم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری تشریف لائے اور اِن کی تقریر سُن کر محترم صوفی صاحب پر اتنا اثر ہوا کہ آپ ۱۹۲۷ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان گئے۔ جب واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ قادیان کیوں گئے تھے۔ آپ نے کہا کہ صرف دیکھنے کیلئے گیا تھا، بیعت تو نہیں کی۔ لیکن آپ پر ایسی سختی شروع ہوئی کہ آپ نے نماز پڑھنے کے لئے احمدیہ مسجد جانا شروع کردیا۔

۱۹۲۸ء میں میٹرک کرکے محترم صوفی صاحب نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لے لیا۔ اسی سال ۲۰ راگست کو مسجد اقصیٰ میں حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔ اپنے گھر میں آپ سب سے پہلے احمدی ہوئے۔

محترم صوفی صاحب نے میٹرک کے بعد اپنے ہاتھ میں چھڑی رکھنی شروع کردی تھی۔ اس پر بچوں نے آپ کو صوفی کہہ کر چھیڑنا شروع کیا۔ پہلے پہل تو آپ برہمی کا اظہار کرتے رہے لیکن پھر یہ لفظ آپ کے نام کا حصہ بن گیا بلکہ آپکے چھوٹے بھائیوں کے ناموں میں بھی شامل ہوگیا۔

تقسیم ملک کے وقت جب حفاظتِ قادیان کیلئے رضاکار طلب کئے گئے تو محترم صوفی صاحب نے بھی اس تحریک پر لبیک کہا۔ لیکن چونکہ آپ لاہور میں تھے اور قادیان جانے کا کوئی سامان نہیں بن رہا تھا اسلئے کئی ماہ انتظار اور کوشش کے بعد آخر جنوری ۱۹۴۸ء میں کامیابی ہوئی اور آپ قادیان چلے گئے۔ وہاں چھ ماہ قیام کیا، پھر واپس تشریف لے آئے اور زندگی وقف کردی۔ آپ کی پہلی تقرری ربوہ میں دفتر کمیٹی آبادی میں ہوئی۔ جون ۵۵ء میں آپ کی اہلیہ اچانک وفات پاگئیں جس کے بعد محترم صوفی صاحب نے بڑی ذمہ داری سے بچوں کی نگرانی اور پرورش کی۔ سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور تینوں بیٹیوں کو بھی ایم۔ایس۔سی تک تعلیم دلواکر اُن کی شادیاں واقفین زندگی سے کی۔

۱۹۵۸ء میں جب تحریک وقف جدید کے تحت محترم صوفی صاحب نے وقف کیا تو آپ کی تقرری دفتر وقف جدید میں ہوگئی جہاں ۱۹۹۲ء تک آپ خدمت کی سعادت پاتے رہے، یہاں آپ نے بطور انسپکٹر، نائب ناظم مال، نائب ناظم ارشاد اور آڈیٹر کے طور پر کام کیا اور بیس سال تک مجلس وقف جدید کے سیکرٹری بھی رہے اور بطور نائب قائد تحریک جدید بھی خدمت بجالائے۔

محترم صوفی صاحب کو یہ خاص شوق تھا کہ پانچوں نمازیں ربوہ کی مختلف مساجد میں ادا کرتے۔ آپ کا ذکر خیر ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ دسمبر ۹۸ء میں آپ کے بیٹے مکرم کریم اللہ زیروی صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰ رنومبر ۹۸ء میں محترم صوفی خدابخش صاحب عبدزیروی کے ذکر خیر میں مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد صاحب محترم صوفی صاحب کے قبول احمدیت کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آپ کا گھرانہ اہلحدیث تھا۔ خود احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے اپنے والدین اور بھائیوں کی نہ صرف بیعتیں کروائیں بلکہ وصیتیں بھی کروادیں۔ خود بھی آپ آٹھویں حصہ کے موصی تھے۔

محترم صوفی صاحب نے منشی فاضل اور B.A. تک تعلیم حاصل کی اور ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو گورنمنٹ سروس ترک کرکے اپنی زندگی وقف کردی۔ فضل عمر ہسپتال کے احاطہ میں قائم مسجد یادگار کی تعمیر کی تجویز آپ ہی نے پیش کی تھی جو حضرت مصلح موعودؓ نے منظور فرمائی۔ محترم صوفی صاحب بہت دعاگو بزرگ تھے اور اُن کی زندگی قبولیتِ دعا کے بے شمار واقعات سے لبریز ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

09/07/99 - 15/07/99

Please Note that programme and timings may change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 9nd July 1999
24 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No. 6
00.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 187 Rec: 18.07.96 (R)
01.55	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 21.10.95 (R) Part 1
02.45	MTA Variety Part 1 Language Insitute Rabwah
03.15	Urdu Class: Session No.473 (R) Rec: 24.03.99
04.25	Learning Language: Lesson No.1 (R) Learning Arabic
04.45	Homoeopathy Class (R) Rec: 29/11/94
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No 6
07.00	Quiz Seerat-Un-Nabi (SAW) No.4 Host: Abdul Manan Tahir Sahib
07.40	Saraiky Programme: Friday Sermon with Siraiky translation Rec: 27.02.98
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.187 (R) Rec: 18.07.96
09.45	Urdu Class: Lesson No.473 (R)
10.55	Indonesian Service: Tilawat, Hadith......
11.30	Bengali Service: (1) Jihad Against Social Evils & Bidat (2) Belief Of Ahmadiyyat
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
13.00	Friday Sermon: LIVE from London Rec: 09.07.99
14.00	Documentary: "A Trip to a Office daily Alfazal" Part 2
14.25	Rencontre Avec Les Francophones
15.25	Friday Sermon: Rec: 09.07.99(R)
16.25	Children's Corner: Let's Learn Salat, Lesson No.17
16.55	German Service: Quran And Bible
18.05	Tilawat
18.10	Urdu Class: With Huzoor Rec: 07.07.99
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.188 Rec: 30.07.96 Part 1
20.30	MTA Belgium: Speech
21.25	Medical Matters: Any Kind of pain In the Body
21.55	Friday Sermon: Rec: 09.07.99 (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones (R)

Saturday 10th July 1999
25 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Let's Learn Salat No 17
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 188 (R) Rec: 30.07.96 Part 1
02.20	Friday Sermon: Rec: 09.07.99 (R)
03.20	Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 07.07.99
04.25	Computers for Everyone: Part 5
05.00	Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05	Tilwat, News
06.40	Children's Corner: Let's Learn Salat Pt17
07.10	MTA Mauritius: The Character Of Holy Prophet (SAW). Part 2
08.10	Medical Matters: Any Kind of Pain In the Body (R)
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No. 188 Rec: 30.07.96 Part 1
09.45	Urdu Class: With Huzoor (R) Rec: 07.07.99
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Danish: Lesson No. 1
13.20	Computer for Everyone: Part 5
14.00	Bengali Service: Various Programme
15.00	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 10.07.99
16.05	Quiz: khuthat-e-Imam
16.35	Hikayat e Shereen: Story No. 7
16.55	German Service :Schule und Dann , Interview
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class (New): With Huzoor Rec: 09.07.99
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.188 Rec: 30.07.96 Part 2
20.40	Al Tafseer ul Kabir: Lesson No.49
21.10	Children's Class(New): with Huzoor Rec: 10.07.99
22.15	Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.10	Seerat-un-Nabi Written by: Dr Mir Muhammad Ismael Sb Presenter: Fareed Ahmad Naveed Sb

Sunday 11th July 1999
26 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, News
00.45	Children's Corner: Quiz khutbat-e-Imam
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.188 (R) Rec: 30.07.96 Part 2
02.15	Canadian Horizon: Class No.6
03.15	Urdu Class. Rec: 09.07.99
04.20	Learning Danish: Lesson No.1 (R)
04.50	Children's Class(New): With Huzoor (R) Rec: 10.07.99
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.50	Children's Corner: Quiz khutbat-e-Imam (R)
07.20	Question & Answer Rec: 12.02.98
08.10	Quiz Programme
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.188 (R) Rec: 30.07.96 Part 2
09.45	Urdu Class (New): with Huzoor (R) Rec: 09.07.99
10.50	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Chinese: Lesson No: 130
13.15	Friday Sermon: Rec: 09.09.99 (R)
14.20	Bengali Service
15.20	Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor, Rec: 24.12.95
16.25	Children's Corner: with Huzoor
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.35	Urdu Class(New): With Huzoor Rec: 10.07.99
19.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.189 Rec: 31.07.96
20.50	Albanian Programme with Moulana Ata-ul-Kaleem
21.20	Dars ul Quran: No.18 Rec: 10.01.99
22.45	Mulaqat With Huzoor: Rec. 24.12.95 (R)

Monday 12th July 1999
27 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50	Children's Corner: with Huzoor
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 189 (R) Rec: 31.07.96
02.20	MTA USA Production: Speech
03.05	Urdu Class(New): With Huzoor (R) Rec: 10.07.99
04.20	Learning Chinese: Lesson No: 130 (R)
04.50	Mulaqat With Huzoor: Rec: 24.12.95 (R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50	Children's Corner:(R) With Hadhrat Khalifatul Masih IV
07.20	Dars ul Quran: Lesson No.18 (R) Rec: 10.01.99
08.50	Liqa Ma'al Arab Session No. 189 (R) Rec: 31.07.96
09.50	Urdu Class(New): With Huzoor (R) Rec: 10.07.99
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon
12.05	Tilawat, News
12.30	Learning Norwegian: Lesson No.24
13.00	MTA Sports: Badminton Final Naseer Ahmad vs Zaheer Ahmad
13.15	Exhibition
14.05	Bengali Service
15.10	Homoeopathy Class: Lesson No.49 Rec: 05.12.94
16.10	Children's Corner: With Hazoor
16.40	Qaseeda
16.50	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: With Huzoor No. 473 Rec: 24.03.99
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.190 Rec: 01.08.96
20.40	Turkish Programme: Truth About Imam Mahdi, Programme No. 3
21.15	Islamic Teachings
22.00	Homoeopathy Class: Lesson No.49 (R) Rec: 05.12.94
23.05	Learning Norwegian: Lesson No.24 (R)
23.35	Documentary

Tuesday 13th July 1999
28 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, News
00.30	Children's Corner: Class with Huzoor (R)
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.190 (R) Rec: 01.08.96
02.00	MTA Sports: Badminton Final Naseer Ahmad vs Zaheer Ahmad
02.15	Industrial Exhibition
03.10	Urdu Class: With Huzoor Class No.473 (R) Rec: 24.03.99
04.25	Learning Norwegian: Lesson No.24 (R)
04.55	Homoeopathy Class: Lesson No.49 (R) Rec: 05.12.94
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.45	Children's Corner
07.15	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 26.12.97
08.15	Islamic Teachings
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.190 (R) Rec: 01.08.96
09.45	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 473 Rec: 24.03.99
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Swedish: Lesson No.10
13.00	Friday Sermon Rec: 19.05.89
14.00	Bengali Service
15.05	Tarjumatul Quran With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.15	Children's Corner: Tarteel-Ul-Quran Lesson No.7
16.40	Children's Corner: Educational Programme Waqfeen e Nau
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class: With Huzoor Class No: 474 Rec: 26.03.99
19.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.191 Rec: 06.08.96
20.50	Norwegian Service: Contemporary Issue No: 13
21.25	Hamari Kaenat: No.7
22.00	Tarjumatul Quran Class (R)
23.00	Learning Swedish: Lesson No.10 (R)
23.25	Speech: Seerat Sahaba Hadhrat Masih –e- Maud (AS)

Wednesday 14th July 1999
29 Rabi-ul-Awwal 1420

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.45	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class No. 7 (R)
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.191 (R) Rec: 06.08.96
02.25	From the Archives: Friday Sermon (R) Rec: 15.05.89
03.25	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 474 Rec: 26.03.99
04.35	Learning Swedish: Lesson No.10 (R)
04.55	Tarjumatul Quran (R)
06.05	Tilawat, Dars-ul-Hadith News
06.40	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Class No. 7 (R)
07.00	Swahili Service: Friday Sermon Rec: 24.05.96
08.15	Hamari Kaenat: No. 7 (R) "The Solar System And The Planets"
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.191 (R) Rec: 06.08.96
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 474 Rec: 26.03.99
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning German: Lesson No.13
13.10	Tabarruknat: Speech by Late Maulana Abul Ata Sahib, Jalsa Salana, Rabwah, 1965
14.05	Bengali Service: F/S, Rec: 23.10.98
15.10	Tarjumatul Quran
16.20	Children's Corner: Guldasta No.6
16.55	German Service
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class: With Huzoor Class No. 475 Rec: 27.03.99
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.192 Rec: 07.08.96
20.35	French Programme: Session de question Part 1 Rec: 10.11.96
21.10	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.20	MTA Lifestyle: Perahan Sewing Lesson No. 2
21.55	Tarjumatul Quran (R)
22.55	Learning German: Lesson No.13 (R)
23.30	Hua Mien Teray Fazloon Ka Munadi Interview of Bashir Ahmad Chandeo

Thursday 15th July 1999
1 Rabi-ul-Sani 1420

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.40	Children's Corner: Guldasta No.6
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.192 (R) Rec: 07.08.96
02.15	Canadian Horizon: Speech J/S 98
03.15	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 475 Rec: 27.03.99
04.25	Learning German: Lesson No.13 (R)
05.00	Tarjumatul Quran
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40	Children's Corner: Guldasta No.6 (R)
07.10	Sindhi Programme: Friday Sermon, Rec: 09.01.98
08.15	MTA Lifestyle: Al Maidah (R) Sewing Lesson No. 2
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.192(R) Rec: 07.08.96
09.50	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 475 Rec: 27.03.99
10.55	Indonesian Service
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning Arabic: Lesson No: 2
12.50	From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 21.10.95 Final Part
13.55	Bengali Service: Various Programme
14.20	Bengali Service: A reply to allegations about Ahmadiyyat No. 8 Rec: 28.01.94
14.55	Homoeopathy Class: Lesson No.50 Rec: 06.12.94
15.55	Children's Corner: Tarteel-ul- Quran Class no. 8
16.20	Children's Corner: Programme Waqfeen-e-nau
16.55	German Service
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat.
18.30	Urdu Class: With Huzoor (R) Class No. 476 Rec: 31.03.99
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.193 Rec: 08.08.96
20.35	Speech
21.10	Quiz Seerat-un-Nabi (SAW) No.5
21.30	Seerat Sahaba (SAW)
22.05	Homoeopathy Class: Lesson No.50 (R) Rec: 06.12.94
23.10	Learning Arabic: (R) Lesson No. 2
23.30	Urdu Adab ka Ahmadiyya dabistan Presenter : Masood Ahmad Dehlvi Sb

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 | Friday, July 9, 1999 | Issue No. 28

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

متعصّب مستشرقین کا اسلوب نگارش اور ان کے نقّال

ایک مسلم سکالر جناب ڈاکٹر نثار احمد نے اپنے مقالہ "مستشرقین اور مطالعہ سیرت نبوی" میں اس نے المناک حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ:

"صلیبی جنگوں کے طویل محاربات میں دنیائے مغرب کی ناکامی...... اس بات کا زبردست محرک بن گئی کہ جنگی محاذ پر پسپا ہونے کے بعد ذہنی و فکری محاذ پر اسلام اور دنیائے اسلام کو زک پہنچ جائے۔ اس کی تدبیر اس سے بہتر اور کوئی نہ تھی کہ اسلام، اسلامی عقائد، پیغمبر اسلام اور اسلامی معاشرہ کو ہدف تنقید بنایا جائے چنانچہ اس کام کے لئے جذباتی طوفان پہلے سے موجود تھا پھر لاطینی آبادکار اور مسلم علاقوں سے آئے ہوئے عیسائی اور یہودی اسلام اور مسلمانوں کے متعلق جو کچھ معلومات رکھتے تھے وہ کتنی ہی خام و ناکارہ سہی ان کے لئے بہر حال مفید مطلب تھیں جن کی مدد سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی (خاکم بدہن) ایک نفرت انگیز، کریہہ المنظر اور بھیانک تصویر پیش کی جاسکتی تھی اور سیرت خیر الرسلؐ کو افراط و تفریط کے سانچوں میں ڈھال کر محض خیالی اور قیاسی انداز سے پیش کیا جا سکتا تھا۔

مختصر یہ کہ اس پورے عرصہ میں بحیثیت مجموعی پیغمبر اسلام کے بارے میں مغرب کے پاس معلومات انتہائی ناقص اور مبہم تھیں اور اس خلاء کو افسانہ طرازی اور دیومالائی کہانیوں سے پُر کیا گیا۔ اس افسانوی مواد کے بھی دو حصے تھے ایک حصہ تو وہ تھا جس کے تحت آنحضرت کے واقعات سیرت کو پیکر خیال میں پیش کیا گیا اور دوسرا حصہ وہ جس کی اپنی کوئی اصل اور حقیقت نہ تھی بلکہ **مغربی ذہن کی ایجاد و اختراع اور کذب و افتراء سے عبارت تھا۔ اس عہد میں آنحضرت ﷺ کے لئے حد درجہ اہانت آمیز الفاظ استعمال کئے گئے** مثلاً (نقل کفر، کفر نہ باشد)۔ آپ کو نبی کاذب، مخالفِ مسیح، موجد مذہب نو اور بہروپیا کہا گیا اور بہر عداوت اس حد تک گر گئے کہ آپ کے لئے لفظ محمدؐ استعمال کرنے کے بجائے Mahound سے تعبیر کیا گیا جس کے معنی ہیں شہزادہ تاریکی"۔

(نقوش "رسول نمبر" جلد ۱۱ صفحہ ۴۹۷۔۴۹۸۔ ناشر ادارۂ فروغ اردو لاہور)

اس سلسلہ میں ٹائن بی (TOYN BEE) اور منٹگمری واٹ (A.J. Montgomry wat) جیسے مستشرقین (جن کو ضیاء الحق اور سعودی حکمرانوں کے چھیتے اور محبوب تاریخ دان تصوّر کیا جاتا ھے) کا طرز عمل نہایت درجہ شرمناک ہے۔ انہوں نے خاتم الانبیاء ﷺ کے مقدس اور خدا نما کیریکٹر کو داغدار کرنے لئے آپ کی شخصیت کو تضاد کا مجموعہ قرار دیا ہے چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:۔ "ٹائن بی نے، جسے فلسفہ تاریخ کے بہت بڑے عالم کے طور پر بہت اونچے مقام پر تسلیم کیا جاتا ہے، اپنے ایک جملے میں اس تضاد کو اپنی دانست میں Sum up کیا ہے، اور وہ جملہ یہ ہے کہ (نقل کفر کفر نباشد)

Mohammad failed as a Prophet but succeeded as a statesman

"محمد ﷺ ایک نبی اور پیغمبر کی حیثیت سے ناکام رہے لیکن ایک سیاست دان اور مدبّر کی حیثیت سے کامیاب رہے"۔

اسکے نزدیک مکّہ میں حضورؐ کا جو رویہ اور کردار سامنے آتا ہے وہ یقیناً انبیاء والا ہے، لیکن مدینہ میں آپ کا جو کردار ہے، وہ تو ایک مدبّر ایک سیاست دان، ایک Statesman اور ایک فوجی جرنیل کا کیریکٹر ہے۔ اور اس کی رائے ہے کہ کامیابی مؤخر الذکر کو ہوئی ہے، مقدم الذکر کو نہیں ہوئی۔ اسی طرح مسٹر منٹگمری وہاٹ نے، جسے ایک مرتبہ ضیاء الحق کی حکومت نے بھی پاکستان بلایا تاکہ نیشنل سیرت کانفرنس میں وہ ہمیں سیرت سمجھائیں، دو جلدوں (Volumes) میں نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ لکھی ہے۔ لیکن اس نے دونوں جلدوں کے عنوانات علیحدہ علیحدہ رکھے ہیں۔ گویا اس نے اپنے باطل نظریہ کے مطابق آنحضور ﷺ کی شخصیت کے تضاد کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ پہلی جلد کا عنوان "Mohammad At Mecca" اور دوسری جلد کا عنوان "Mohammad At Medina" ہے۔ گویا اس کے نزدیک دو محمدؐ ہیں (ﷺ)۔ ایک مکہ والے اور دوسرے مدینہ والے العیاذ باللہ!"

(ماہنامہ میثاق لاہور جنوری ۱۹۹۹ء صفحہ ۱۸۔۱۹)

اب اگر کوئی صاحب بصیرت پروفیسر الیاس برنی سے لے کر ملا یوسف لدھیانوی تک کے مخالفین احمدیت کے لٹریچر کا مطالعہ کرے جو مفتریات، ہفوات اور الزامات سے پُر ہے تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ سب لوگ متعصب مستشرقین کے طرز فکر، روحِ تحقیق اور انداز کے مقلد اور نقال ہیں۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کے حقیقی خادم اور بروزِ ثانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی زندگی کو متعدد ادوار میں پیش کرنے کا فارمولہ بھی ان نام نہاد "محافظین ختم نبوت" نے مغرب کے اسلام دشمن طائفہ ہی سے مستعار لیا ہے۔ تشابہت قلوبھم۔

جس طرح مستشرقین "عیسائیت" کی نمائندگی کا دم بھرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف قلم اٹھانے والا ہر بوالہوس اور شکم پرست اپنے تئیں مفتی اعظم، علامہ دوران اور اسلام کا چیمپئن اور سفیر یقین کرتا ہے حالانکہ اس کا آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کے ساتھ دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں اور اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے بدزبان، بدقماش اور بدنہاد فرقہ مولویان پر کڑی تنقید فرمائی ہے اور حَکَم اور عَدَل کی حیثیت سے آپ کا یہ فرض منصبی تھا۔ اسی لئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق جیسا احمدیت کا بدترین معاند بھی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ:

"ممکن ہے کہ کوئی عیسائی کہے کہ عیسائیوں کو برا بھلا کہا گیا ہے اس لئے ہم رسول کی عظمت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تو جواباً عرض ہے کہ صرف بروں کو برا کہا گیا ہے اچھوں کی تعریف کی گئی ہے۔ خود حضرت مسیح نے فریسیوں کو سانپ کا بچہ اور جہنم زدہ کہا تھا۔ انبیاء کسی کا لحاظ نہیں کرتے وہ ظلمت کو ظلمت روشنی کو روشنی کہتے ہیں۔ اگر آج **کوئی نیا نبی آجائے تو وہ سب سے زیادہ مسلمانوں کی خبرلے گا بلکہ اگر خود رسول عربی دوبارہ تشریف لے آئیں تو وہ موجودہ مسلمانوں کو پہچان تک نہ سکیں اور غالباً سب سے پہلے مسلمان ہی ان کا انکار کریں**"۔

(ایک اسلام صفحہ ۲۳۴ از غلام جیلانی برق ناشر کتاب منزل لاہور طبع اوّل ۱۹۵۳ء)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۳

سے محبوب رسول ہے خدا تعالیٰ نے اسے نازل کیا ہے۔ ان سے پوچھیں کہ یہاں "اَنْزَلَ" کا کیا مطلب ہے؟۔ آپ تو اسی دنیا میں ماں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ مسلمان ہمیشہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کو دوسروں کے ہاتھوں ذلیل و رسوا کرنے کے لئے آیات کے ایسے معانی کرتے ہیں۔ ہم تو یہ کسی بھی صورت برداشت نہیں کرسکتے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نبیوں کے سردار ہیں۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی مردہ کو زندہ کیا ہو؟ ایک موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ نے حضرت جابرؓ سے ان کے والد عبداللہؓ کی شہادت کا ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ شہادت کے بعد خدا کے حضور حاضر ہوئے تو خدا نے فرمایا کہ میں تم سے بہت خوش ہوں جو بھی تمہاری خواہش ہے مانگو۔ انہوں نے کہا کہ اے خدا تیری راہ میں مرنے کا بہت مزا آیا۔ تو مجھے دوبارہ زندہ کردے تا میں پھر تیری راہ میں جان قربان کروں اور میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہوتا چلا جائے۔ میں تیری راہ میں قربان ہوتا رہوں اور تو مجھے پھر سے زندہ کرتا رہے۔ آپ کو معلوم ہے خدا نے انہیں کیا جواب دیا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا خدا تعالیٰ نے عبداللہؓ سے کہا نہیں ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ میں اس بات کا فیصلہ کرچکا ہوں کہ کسی بھی انسان کو اس کے مرنے کے بعد اس دنیا میں دوبارہ زندہ نہیں کروں گا۔

یہ لوگ بالکل نہیں سمجھتے کہ کیا زبان استعمال کی جارہی ہے۔ میں نے نیند اور موت سے متعلق ایک آیت پیش کی تھی اور بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جسے ایک دفعہ جسمانی موت دے دیتا ہوں اسے کبھی بھی دوبارہ زندہ نہیں کیا کرتا۔ تو پھر وہ شخص جس کا ذکر "مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ" میں ہے کیا اسے خدا تعالیٰ نے زندگی بخشی تھی کہ نہیں۔ اگر اسے واپس اس دنیا میں بھیجا گیا تھا تو پھر یقیناً وہ مرا نہیں تھا بلکہ نیند میں تھا۔ اگر نہیں تو پھر قرآنی بیان میں اختلاف و تضاد واقع ہوگا۔ اور قرآن میں تو یقیناً کوئی اختلاف نہیں۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔